دیوتا کا چور
اشتیاق احمد

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

محمود، فاروق، فرزانہ اور
انسپکٹر جمشید سیریز......ناول نمبر 691

دیوتا کا چور

اشتیاق احمد

نئی نسل کے لئے

نیا ادب.......

حیرت، تجسس اور سراغرسانی کے انوکھے رنگ!

اس ناول کے نام، واقعات اور کردار سب فرضی ہیں۔
کسی قسم کی مماثلت کے لئے ادارہ یا مصنف ذمہ دار نہ ہوں گے

نام ناول.............دیوتا کا چور
ناشر.............اشتیاق احمد
تزئین.............محمد سعید نامدار
سرکولیشن.............محمد یار میجر
کمپوزر.............اے۔ آر۔ فاروقی
دانیال کمپیوٹرز، نواب مارکیٹ۔ جھنگ
قیمت.............40 روپے
گنج شکر پرنٹرز سے چھپوا کر انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا۔

انداز بک ڈپو
9/12 نصیر آباد۔ ساندہ کلاں۔ لاہور
فون 7112969-7246356
اسٹاکسٹ: محبوب بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا، جس وقت اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا۔ حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا۔ جاؤ اور اس کو دیکھو، وہ گئے اور اس کو دیکھا اور جو کچھ اس میں رہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے تیار کیا ہے، اس کو دیکھا۔ پھر آئے اور کہا۔ اے میرے پروردگار! اس کو کوئی شخص نہیں سنے گا مگر اس میں داخل ہو گا پھر مکروہاتِ طبیعت سے اس کو گھیرا پھر کہا۔ اے جبرئیلؑ جاؤ اور اس کو دیکھو۔ فرمایا وہ گئے اس کی طرف دیکھا۔ پھر آئے اور کہا۔ اے میرے رب! تیری عزت کی قسم، میں ڈرتا ہوں کہ اس میں کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا کیا۔ فرمایا، اے جبرئیلؑ جاؤ اس کو دیکھو۔ وہ گئے اور اس کو دیکھا۔ پھر آئے اور کہا۔ اے میرے رب تیری عزت کی قسم اس کو کوئی سنے گا نہیں! کہ اس میں داخل نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو شہواتِ نفس کے ساتھ گھیرا۔ پھر کہا۔ اے جبرئیلؑ، جاؤ اور اس کو دیکھو۔ وہ گئے اور اس کو دیکھا۔ پس کہا۔ اے میرے رب! تیری عزت کی قسم۔ میں ڈرتا ہوں کہ کوئی شخص باقی نہ رہے گا۔ مگر اس میں داخل ہو جائے گا۔

مشکوٰۃ شریف

(روایت کیا اس کو ترمذی، ابو داؤد اور نسائی نے)

دو باتیں

السلام علیکم! دیوتا کا چور حاضر ہے... پکڑ کر سزا سنادیں... یا معاف کردیں... آپ کی مرضی... آپ کے کردار تو ایسے لوگوں کو معاف کرنے کے عادی ہیں نہیں... اور میرا خیال ہے، آپ ان کے ناول پڑھ پڑھ کر خود بھی ان جیسے ہو چکے ہیں... لہٰذا ایسے چوروں کو کب معاف کرنے لگے...

کتاب میلہ جب سے شروع ہوا ہے... کچھ لوگوں کی تو عید ہو گئی ہے... بہت سے قارئین بہت سے ناول پڑھنے کے لیے بری طرح بے تاب تھے... وہ ان ناولوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک چکے تھے... اور نہ ملنے پر ایک طرح سے مایوسی کا شکار ہو چکے تھے... مجھے ایسے بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں اور کچھ قارئین ایسے ہیں... جن کے پاس ناول دو دو کی تعداد میں کسی طرح آگئے یا خریدے گئے... وہ اپنے زاید ایک ایک ناول فروخت کرنے کے چکر میں تھے... لیکن خریدار تلاش کرنا ان کے لیے بھی مسئلہ تھا... اس طرح کتاب میلہ نے ان دونوں گروپوں کا یہ مسئلہ حل کر دیا ہے... لیکن ابھی اس راستے میں رکاوٹیں ہیں... عام طور پر وہی ناول فروخت کیے جا رہے ہیں جن کی ضرورت قارئین کو نہیں ہے یا وہ ناول فروخت کیے جا رہے ہیں جن کی ضرورت پڑھنے والوں کو نہیں ہے... اس طرح تبادلہ ضرور ہو رہا ہے... لیکن اس میں ابھی تیزی نہیں آئی... دوسرے یہ کہ فرض کیا غار کا سمندر میرے پاس ایک ہے... اب کئی قارئین اس کو پڑھنا چاہتے ہیں... میں انہیں لکھ دیتا ہوں کہ غار کا سمندر موجود ہے... اب جس کے پیسے پہلے آجاتے ہیں... اسے تو غار کا سمندر بھیج دیتا ہوں... لیکن جن کے پیسے بعد میں ملتے ہیں، وہ رہ جاتے ہیں... انہیں انتظار کرنے کے لیے کہا جاتا ہے... اور یہ دو باتیں ایسے ہی قارئین کے لیے لکھی گئی ہیں... تاکہ وہ الجھن کا شکار نہ ہوں... بس ایک ذرا انتظار کریں۔ شکریہ!

اشتیاق احمد

کم بخت کہیں کے

سیٹھ عرباض کی اچانک آنکھ کھل گئی۔ کمرے میں زیرو کا بلب روشن تھا... انہوں نے نظریں چاروں طرف گھمائیں۔ ان کی بیگم گہری نیند سو رہی تھیں... وہ سوچنے لگے... میری آنکھ کیوں کھلی... ایسے میں پائیں باغ میں کوئی چیز دھم سے گری... اور ایک سرگوشی گونجی:

"کم بخت کہیں کے... احتیاط سے... سارا کام خراب کرو گے۔ سیٹھ عرباض کی نیند بہت کچی ہے۔"

ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے... گویا ان کے پائیں باغ میں ایک سے زیادہ آدمی موجود تھے اور وہ کسی کارروائی میں موجود تھے... اب وہ پائیں باغ والے دروازے کی طرف دبے پاؤں چلے... پھر خیال آیا... جونہی وہ دروازہ کھولیں گے... باغ میں موجود لوگ ان پر وار کر سکتے ہیں... لہٰذا انہوں نے اس طرف سے باغ میں جانے کا ارادہ ترک کر دیا... اب وہ کمرے سے نکل کر صدر دروازے کی طرف آئے... آواز پیدا کیے بغیر اس کو کھولا اور پھر دیوار کے ساتھ لگ کر باہر نکلے... اس طرح دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے وہ باغ کی

طرف بڑھنے لگے... ان کا دل دھک دھک کر رہا تھا... ایسے میں انہوں نے سڑک پر ایک کار سٹارٹ ہونے کی آواز سنی... وہ بری طرح چونکے... کیا وہ باغ سے باہر نکل چکے ہیں... اس خیال کا آنا تھا کہ وہ بے تحاشا سڑک کی طرف بھاگے... لیکن جب تک وہ سڑک تک پہنچتے... کار ہوا ہو چکی تھی... وہ ہاتھ ملتے رہ گئے...

اب وہ واپس باغ میں آئے... بلب روشن کیا اور باغ کی ایک ایک چیز کو غور سے دیکھنے لگے... پھر ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں... وہ تیزی سے اندر آئے اور فون اپنی طرف سرکایا۔ جلدی جلدی نمبر ڈائل کیے... پھر سلسلہ ملنے پر بولے۔

"ہیلو شیخ صاحب! یہ میں ہوں... سیٹھ عرباض۔"

"اوہو... کیا ہو گیا ہے آپ کو... نیند میں بھی فون کر کے لوگوں کو بتاتے رہتے ہیں کہ میں ہوں... سیٹھ عرباض۔" ان کی بیگم نے نیند کے عالم میں جھلا کر کہا۔

"میں نیند میں نہیں سچ مچ فون کر کے بتا رہا ہوں بیگم۔"

"کیا کہا... بیگم... میں بیگم ہوں... سیٹھ عرباض... یہ کیا مذاق ہے۔" دوسری طرف سے شیخ صاحب کی آواز سنائی دی۔

"ارے نہیں شیخ صاحب... بیگم بول پڑیں تھیں... وہ جملہ میں نے ان سے کہا تھا۔"

"لیکن مجھ سے بھی تو کچھ کہیں... اس لیے کہ رات کے دو بجے ہیں... اور یہ وقت لوگوں کے آرام کا ہے۔" شیخ صاحب نے شاید

جل بھن کر کہا۔

"مم... میں معافی چاہتا ہوں... لیکن واردات ہی کچھ ایسی ہوئی ہے... آپ بس کسی اچھے سے ماہر سراغرساں کو بھیج دیں۔"

"ہوا کیا ہے۔"

"چچ... چوری... خوفناک چوری۔"

"ہائیں... آپ کے گھر میں خوفناک قسم کی چوری ہوئی ہے... ارے باپ رے... تب تو آنا ہوگا۔ آخر آپ میرے دوست ہیں..."

"اوہو... دوستی گئی بھاڑ میں... آپ خود آنے کی بات نہ کریں... آپ چوری کا سراغ نہیں لگا سکیں گے... کسی ماہر کو بھیج دیں۔"

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے... لیکن میں ہمدردی کے دو بول تو بولنے کے لیے آ ہی سکتا ہوں۔"

"وہ آپ صبح آ کر بول لیجیے گا... میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔"

"حد ہو گئی... کنجوس کہیں کے۔" شیخ صاحب جل کر بولے۔

"کک... کیا... کیا... کہا۔" سیٹھ صاحب نے گھبرا کر کہا۔

"کیا ہوا... اس میں گھبرانے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔"

"گھبرانے کی ضرورت نہیں تو... میں تو نہیں گھبرا رہا... آپ نے کہا ہے نا... کنجوس کہیں کے۔"

"بالکل کہا ہے... اور وہ آپ ہیں۔"

"میں اس وقت اس بحث میں پڑنے کے لیے بالکل تیار نہیں... یہ بحث ہم پھر کسی وقت کریں گے... دراصل چور نے ایک جملہ بالکل آپ کے انداز میں کہا تھا..."

"کیا مطلب... کیا کہا تھا چور نے۔"

"جیسے آپ نے کہا ہے... کنجوس کہیں کے۔"

"ہائیں... تو کیا چور نے بھی آپ کو کنجوس کہیں کے کہا تھا... تب تو چور آپ کا جانا پہچانا نکلے گا اور اسے آسانی سے گرفتار کیا جا سکتا ہے..."

"حد ہو گئی... ارے صاحب! اس نے یہ نہیں کہا... کنجوس کہیں کے۔"

"تب پھر اس نے کیا کہا تھا۔"

"کم بخت کہیں کے... چور غالباً دو تھے... ایک نے دوسرے کو یہ کہا تھا۔"

"اوہ اچھا اچھا۔" شیخ صاحب نے فوراً کہا۔

"کیا اچھا اچھا۔"

"بھیج رہا ہوں کسی کو... لیکن وہ چرا کر کیا کچھ لے گئے۔"

"ایک پودا۔"

"کک... کیا کہا... ایک پودا... آپ نے میری نیند ایک پودے کے لیے خراب کی۔"

"میں نے نہیں... ان چوروں نے... آخر انہیں کیا پڑی تھی... رات کے دو بجے پودا چرا کر لے گئے... سوچنے کی بات یہ ہے۔"

"کیا وہ کوئی خاص قسم کا پودا تھا... پوری دنیا میں نایاب پودا۔"

"اس بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" سیٹھ عرباض بولے۔

"تب پھر آپ جس بارے میں کچھ کہہ سکتے ہیں... بس اس بارے میں کہیے۔" آئی جی جل گئے۔

"آپ تو مجھ پر تاؤ کھانے لگے... آپ کیسے دوست ہیں۔"

"رات کے دو بجے اور آپ کیسا درست چاہتے ہیں۔" شیخ صاحب نے جل بھن کر کہا۔

"اوہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے... خیر آپ پھر صبح کسی کو بھیج دیجیے گا... لیکن پودا پھر ہاتھ نہ لگ سکے۔"

"کوئی بات نہیں... ایک پودا ہی تو ہے۔"

"اوہو... سوال یہی تو ہے... اس پودے میں ایسی کیا بات تھی آخر۔"

"ہاں! یہ بات غور طلب ہے... لیکن ہم اس پر بھی صبح ہی

غور کر لیں گے۔" آئی جی صاحب نے ہنس کر کہا۔

"آپ تو شاید ہر کام صبح کرنے کے عادی ہیں۔"

"یہ تو خیر ہے۔"

"جب کہ میں چاہتا ہوں... آپ اسی وقت کسی کو بھیجیں... مجھے یہ معاملہ خاص سے بھی کچھ بڑا لگتا ہے... آخر وہ اس پودے کا کیا کریں گے۔"

"ہوں گے کوئی آپ جیسے شوقین... دن میں کہیں آپ کے باغ میں دیکھ لیا ہو گا... بس چوری کا پروگرام بنا لیا۔"

"تب پھر یہ کام صرف اور صرف نواب کالے کا ہے... انہیں پودوں کا شوق جنون کی حد تک ہے... کسی کے باغ میں کوئی ایسا پودا ہو... جو ان کے باغ میں نہ ہو... یہ وہ بالکل برداشت نہیں کرتے۔"

"اوہ اچھا... انہیں بھی چیک کریں گے... لیکن وہ ایسے لگتے نہیں۔"

"شوق شیخ صاحب... شوق۔" سیٹھ عرباض نے جل کر کہا۔

"او کے... میں بھیج رہا ہوں کسی کو۔"

"شکریہ بہت بہت... میں انتظار کر رہا ہوں اور ہر گز نہیں سوؤں گا۔"

"میں جانتا ہوں۔"

دوسری طرف سے فون بند ہو گیا... انہوں نے بھی برا سا منہ بنا کر فون کا ریسیور رکھ دیا۔

"توبہ ہے آپ سے... سونے بھی نہیں دیتے... فون کے سلسلے میں پودا صبح نہیں کر سکتے تھے۔" ان کی بیگم کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بالکل نہیں... اس لیے کہ پودا تو چوری ہو چکا ہے... وہ میں کیسے کر سکتا تھا۔" وہ اور تلملا اٹھے۔

"کیا نہیں کر سکتے تھے۔"

"پودا... صبح... آپ نے یہی کہا ہے... تو میں پودا صبح نہیں کر سکتا تھا۔"

"میں فون کی بات کر رہی تھی... آپ فون صبح نہیں کر سکتے تھے۔"

"جتنا شوق نواب کالے خان کو ہے... اس سے زیادہ مجھے ہے... لہٰذا میں صبح کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔"

"ایک پودے کے لیے اس وقت کوئی نہیں آئے گا... سو جائیں۔"

"اسی لیے میں نے فون کسی تھانے کو نہیں... آئی جی شیخ نثار احمد کو کیا ہے۔"

"اگر وہ آپ کے لنگوٹیے یار نہ ہوتے... تو ہرگز اس وقت ایک پودے کے لیے اپنے عملے کو نہ بھیجتے... اور یہ دوستی کا ناجائز فائدہ

اٹھانے والی بات ہے۔"

"حد ہو گئی... آپ مجھ پر الزام لگانے پر اتر آئیں۔"

"کیا ہوا ابو... آپ دونوں کو جھگڑنے کے لیے کیا یہی وقت ملا ہے۔"

کمرے کے باہر سے ان کے بڑے بیٹے ثاقب کی آواز سنائی دی۔

"ہم جھگڑ نہیں رہے... پودے کی چوری کی بات کر رہے ہیں۔"

"پپ... پودے کی چوری... کیا مطلب... کیا یہ کسی ناول کا نام ہے۔" ان کی بیٹی ثمینہ بولی۔

"حد ہو گئی... کیا تم نے مجھے آج تک کسی کے ناول پڑھتے دیکھا ہے۔"

"دیکھا تو نہیں... لیکن۔" ثاقب مسکرایا۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ناول پڑھتے نہیں... فرصت کے اوقات میں جاسوسی ناول پڑھنا آپ کا شوق ہے۔"

"حد ہو گئی... میں نے پوچھا تھا... کیا تم نے مجھے کبھی جاسوسی ناول پڑھتے دیکھا ہے۔" وہ جھلا کر بولے۔

"دیکھا تو نہیں... لیکن پھر آپ کی کتابوں کی الماری میں

جاسوسی ناولوں کی بھرمار کیوں ہے۔"

"اوہو... وہ میں بچپن میں پڑھا کرتا تھا۔" انہوں نے جھلا کر کہا۔

"سس... سوری۔ آپ تو ناراض ہو گئے... اچھا خیر آپ سو جائیں۔" یہ کہہ کر دونوں لگے مڑنے۔

"سو کیسے جائیں... وہ بے چارے کیا خود ہی اپنا کام کر لیں گے۔"

"کک... کون بے چارے۔"

"جو آرہے ہیں... چوری کا سراغ لگانے کے لیے..."

"اس وقت رات کو... وہ کون بے وقوف لوگ ہیں... جو رات کے وقت پودے کی چوری کا سراغ لگانے کے لیے آئیں گے۔"

"آئی جی صاحب انہیں بھیج رہے ہیں... لہٰذا انہیں اس وقت ہی آنا ہو گا۔"

"آپ یہ کام صبح نہیں کر سکتے تھے؟"

"نہیں... اس لیے کہ میں نہیں جانتا... پودا کس حد تک قیمتی ہے... قیمتی چیزیں ہم ایسے ہی سوچے سمجھے بغیر خرید بیٹھتے ہیں... بعد میں وہ حد درجے قیمتی ثابت ہو جاتی ہیں... گزشتہ دنوں میں نے پورے ایک سو پودے ایک نرسری سے خریدے تھے... ان میں وہ پودا بھی تھا... لیکن اس وقت وہی پودا غائب ہے۔"

"آپ کو کیسے پتا چلا... اتنے بہت سے پودوں میں یہ آپ

نے کیسے جان لیا کہ فلاں پودا غائب ہے۔"

"جب سے سو پودے آئے تھے اور ان میں مجھے وہ پودا دکھائی دیا تھا... میں اسی کے بارے میں سوچتا رہتا تھا... کیونکہ اس حد تک شوق ہونے کے باوجود وہ پودا میں نے زندگی میں پہلی بار دیکھا تھا۔"

"اوہ.. اوہ... تب وہ ضرور کوئی اہم پودا تھا... لیکن آپ.."

ثاقب کے الفاظ درمیان میں رہ گئے... اسی وقت دروازے کی گھنٹی تھی۔ گھنٹی کی آواز نے بیگم عرباض کی نیند ایک بار پھر خراب کر دی... وہ چلا کر بولیں۔

"آج سارے گھر کو کیا ہو گیا ہے... جسے دیکھیں جاگ رہا ہے اور دوسروں کو جگا رہا ہے۔"

"پودے کا معاملہ ہے بیگم... تم کب سمجھو گی۔"

"اور مجھے ضرورت بھی نہیں سمجھنے کی۔"

"جاؤ ثاقب... دیکھو... شیخ صاحب نے کسے بھیجا ہے۔"

"جی اچھا... اور اگر وہ ان کا بھیجا ہوا کوئی شخص نہ ہو۔"

"تو پوچھ لینا... کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔"

"او کے۔" ثاقب نے کہا اور جانے لگا۔

"ٹھہرو ثاقب... رات کا وقت ہے... میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی... کیا خبر کون ہے دروازے پر۔" ثمینہ بول اٹھی۔

"ہوں ٹھیک ہے... آؤ۔"

وہ صدر دروازے پر پہنچے... ثاقب نے میجک آئی میں سے باہر جھانکا... باہر دو لڑکے اور ایک لڑکی کھڑے نظر آئے۔

"دو لڑکے اور ایک لڑکی... بس ہماری عمر کے ہوں گے۔" اس نے کہا۔

"اوہ اچھا... خیر... کھول دو دروازہ... کوئی ضرورت مند ہوں گے۔" ثمینہ نے فوراً کہا۔

ثاقب نے دروازہ کھول دیا... فوراً ہی کہا گیا۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔" دونوں بولے۔

"آپ کو ایک مسئلہ درپیش ہے نا۔" بڑا لڑکا بولا۔

"کیا آپ کو آئی جی شیخ نثار احمد نے بھیجا ہے۔"

"فون تو انہی کا تھا۔" دوسرے لڑکے نے آنکھیں گھمائیں۔

"لیکن ہم نے تو ان سے کسی پولیس آفیسر کو بھیجنے کے لیے کہا تھا۔"

"یہ ان کا قصور ہے ہمارا نہیں... آپ ہم سے گزارہ کر لیں۔"

"نہیں... آپ بھلا اس معاملے میں کیا کر سکتے ہیں... ہم انہیں پھر فون کرتے ہیں... آپ جا سکتے ہیں۔"

"جانے کو ہم چلے جاتے ہیں... پہلے آپ فون کر لیں... ایسا نہ ہو کہ ہم چلے جائیں اور پھر آپ سوچیں یہ آپ نے کیا کیا۔"

"ہمیں ایسا سوچنے کی کیا ضرورت ہے... سوچیں گے شیخ صاحب۔"

"اچھی بات ہے... ہم جا رہے ہیں... لیکن مشورہ یہی ہے کہ ہمیں رخصت کرنے سے پہلے آپ ان سے فون پر بات کر لیں۔"

"اس کی ضرورت نہیں۔" سیٹھ عرباض نے بھی دروازے پر آکر کہا... ساتھ ہی انہوں نے برا سا منہ بھی بنایا۔

"اور یہ آپ نے برا سا منہ کیوں بنایا۔"

"آپ لوگوں کو دیکھ کر... کیا پدی کیا پدی کا شوربا... شیخ صاحب بھی عجیب ہیں... ہے کوئی تک، تین عدد بچوں کو بھیج دیا... اور یہاں مسئلہ ہے حد درجے پراسرار۔"

"کک... کیا کہا جناب... آپ نے... حد درجے پراسرار مسئلہ... یعنی پراسرار مسئلہ۔" ایک نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! کیوں... کیا ہوا، کیا میں نے کوئی انوکھی بات کہہ دی۔" سیٹھ عرباض نے حیران ہو کر کہا۔

"پتا نہیں... آپ نے کیسی بات کہہ دی... ہم جا رہے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑ گئے... ادھر وہیں کھڑے کھڑے انہوں نے آئی جی صاحب کے نمبر ملائے... سلسلہ ملنے پر شیخ صاحب کی آواز سنائی دی۔

"معلوم ہوتا ہے... لوگ آج مجھے رات کو بالکل نہیں

سونے دیں گے۔"

"اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں شیخ صاحب... میں نے آپ سے کسی سراغرساں کو بھیجنے کی بات کی تھی اور آپ نے تین بچوں کو بھیج دیا..."

"اوہ... وہ پہنچ بھی گئے... حیرت ہے... فون انہیں دیں فوراً۔" شیخ صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا خاک فون دوں... میں نے تو انہیں دروازے پر سے ہی رخصت کر دیا... وہ جانے کے لیے مڑ چکے ہیں اور اب اپنی کار میں بیٹھ رہے ہیں۔"

"ارے ارے... روکیے انہیں... واپس بلائیے... اور ریسیور انہیں دے دیجیے۔"

"اچھی بات ہے... لیکن آپ کسی ماہر کو بھیجیں۔"

"اوہو... آپ فون تو دیں... بلائیں انہیں۔"

"بات سنیں بھئی... شیخ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

تینوں فوراً ان کی طرف آئے... اب وہ انہیں ہنستے دکھائی دیے۔

"اور آپ ہنس کس لیے رہے ہیں؟"

"ہم جانتے تھے... آپ ہمیں واپس بلائیں گے۔"

"صرف فون سننے کی حد تک... ورنہ ہم ابھی آپ کو واپس بھیج چکے ہیں۔"

"اور ہم واپس آگئے ہیں۔"

"میں نے کہا نا... فون سننے کے لیے۔"

"خیر خیر۔" ایک نے مسکرا کر کہا اور ریسیور لے لیا۔

"جی سر... کیا حکم ہے۔"

"یہ کیا... ان لوگوں نے تمہیں واپس بھیج دیا اور تم لوٹ رہے ہو۔"

"آپ کے عزیز ہیں نا سر... اس لیے لحاظ کیا... ورنہ۔"

"ورنہ کیا۔" سیٹھ عرباض غرائے۔

"آپ سے نہیں کہا... شیخ صاحب سے بات کر رہا ہوں۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔" ادھر سے شیخ صاحب جھلا اٹھے۔

"یہ جملہ میں نے آپ سے نہیں... سیٹھ صاحب سے کہا تھا سر۔"

"تم اس وقت صرف مجھ سے بات کرو۔" وہ جھلائے۔

"جی اچھا... آپ خاموش رہیں۔" محمود نے پہلے ان سے اور پھر سیٹھ عرباض سے کہا۔

"کیا کہا... میں خاموش رہوں۔"

"اوہو... آپ سے نہیں سر۔"

"تم لوگ سیٹھ صاحب کے مسئلے کو پوری سنجیدگی سے لو... جمشید ہے نہیں... ورنہ میں اسے بھیجتا۔" انہوں نے کہا۔

"سر! یہ ہمیں کچھ کرنے دیں گے تب نا۔"

"تم فون انہیں دو... ان کے تو اچھے بھی اجازت دیں گے۔"

"اور ان کے بڑے۔" لڑکا بولا۔

"حد ہو گئی... فون دو انہیں۔"

"یہ لیں جناب! آپ خود بات کر لیں... میری تو کوئی سن نہیں رہے۔"

اس وقت تک سیٹھ عرباض کے چہرے پر حیرت دوڑ چکی تھی... اس لیے کہ اس نے لڑکے کو آئی جی صاحب کے ساتھ بہت بے تکلفی سے باتیں کرتے دیکھا تھا۔

"ہاں شیخ صاحب۔" انہوں نے کہا۔

"آپ انہیں صرف پانچ منٹ دیں... اگر پانچ منٹ بعد آپ انہیں واپس بھیجنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔" شیخ صاحب بولے۔

"آپ کا مطلب ہے... پانچ منٹ میں یہ پودے کے چور کو پکڑ دیں گے۔"

"نہیں... پانچ منٹ بعد یہ ایسے حالات پیدا کر دیں گے کہ آپ انہیں روکنے پر مجبور کر دیں۔"

"ان میں ایسی کوئی بات نظر تو آتی نہیں... ویسے یہ ہیں کون۔"

"بس محکمے کے لیے کام کرتے ہیں... اپنے بارے میں خود ہی بتائیں گے۔"

"اچھی بات ہے... آپ کے کہنے پر میں انہیں پانچ منٹ دے دیتا ہوں۔"

"شکریہ بہت بہت۔" یہ کہہ کر آئی جی صاحب نے فون بند کر دیا...

"آپ کو صرف پانچ منٹ دیے گئے ہیں... دیکھنا یہ ہے کہ آپ پانچ منٹ میں کیا تیر مارتے ہیں۔" انہوں نے طنزیہ کہا۔

"ہم دعوے کرنے کے عادی نہیں ہیں... صرف کام کرتے ہیں... آپ کو کام پسند نہ آئے تو ہرگز اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیجیے گا۔"

"لیکن گھر میں داخل ہوئے بغیر آپ کیا کام کر سکیں گے بھلا۔" سیٹھ صاحب نے حیران ہو کر کہا۔

"اوہو... پودا گھر کے اندر سے نہیں پائیں باغ سے چوری ہوا ہے... لہٰذا ہم سیدھے پہلے پائیں باغ میں جائیں گے۔"

"اور پودے کے چور کو پکڑ دیں گے۔"

"یہ تو خیر اللہ کی مہربانی سے ہو گا ہی اب... لیکن کب ہو گا... یا کتنی دیر لگے گی، اس بارے میں میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔"

"آپ پائیں باغ میں جانا چاہتے ہیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"آئیے... میں لے چلتا ہوں... باقی لوگوں کو بور ہونے کی ضرورت نہیں... وہ آرام کر لیں۔" انہوں نے اپنے بچوں کی طرف دیکھا۔

"نہیں ڈیڈ... ہم بھی ذرا ان کی کارگزاری دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"او کے... آؤ پھر۔"

اب وہ سب پائیں باغ کی طرف بڑھے۔

"آپ لوگ اندر نہیں جائیں گے... باغ کی تمام لائٹیں جلا دیں..."

"اور ہم کیوں نہیں جائیں گے۔" انہوں نے منہ بنایا۔

"چور اپنے جوتوں کے نشانات چھوڑ گئے ہیں... وہ ضائع ہو جائیں گے اور پھر تو شاید ہی چوروں تک پہنچ سکیں... اس صورت میں آپ تو اڑائیں گے ہمارا مذاق۔"

"مذاق تو خیر اڑ کر ہی رہے گا آپ کا۔" سیٹھ عرباض نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"آپ یہ بات اتنے یقین سے کس طرح کہہ سکتے ہیں۔"

"میں اور بھی کئی باتیں اتنے ہی یقین سے کہہ سکتا ہوں۔" سیٹھ عرباض طنزیہ ہنسی ہنسے۔

"شکریہ... فی الحال آپ اسی بات کے بارے میں بتا دیں۔"

"آپ کو ابھی معلوم ہو جائے گا... اپنا کام کریں... ہم یہیں

ٹھہرتے ہیں۔"

"شکریہ۔"

"لیکن پانچ منٹ پورے ہونے کو ہیں۔"

"پانچ منٹ اس وقت سے شروع ہو رہے ہیں... اب تک تو آپ نے ہمیں باتوں میں لگائے رکھا۔" اس نے منہ بنایا۔

"حد ہو گئی... آپ کو باتوں میں ہم نے لگایا رکھا یا آپ نے ہمیں۔"

"توبہ ہے... آپ لوگوں سے۔"

"یہ ہمارے لیے نئی بات نہیں۔" دوسرا لڑکا پٹ سے بولا۔

"کون سی بات؟"

"یہ کہ توبہ ہے ہم لوگوں سے۔"

"آپ پانچ منٹ یہیں ختم کر دیں گے۔"

"ہم کاؤنٹ ہی اس وقت سے کریں گے جب سے باغ میں داخل ہوں گے اور یہ لیں... ہو گئے داخل۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی تینوں آگے بڑھ گئے... لڑکی نے کلائی پر بندھی خوب صورت گھڑی پر نظر ڈالی۔

"چار منٹ اور تیس سیکنڈ باقی ہیں۔" اس نے کہا۔

"کوئی بات نہیں... یہ بہت ہیں۔"

وہ آگے بڑھ گئے... تینوں کے ہاتھوں میں پنسل ٹارچیں بھی تھیں... یوں بھی باغ کی تمام لائیٹیں جل چکی تھیں... اور وہ مکمل

طور پر روشن نظر آ رہا تھا۔

"آپ ہمیں صرف وہ جگہ اشارے سے بتا دیں... جہاں پودا لگا ہوا تھا۔"

"دائیں طرف کی کیاری کے پاس چلے جائیں... گملے کی خالی جگہ نظر آ جائے گی۔" انہوں نے بتایا۔

تینوں احتیاط سے چلتے ہوئے کیاری کی طرف بڑھے... ٹارچوں کی روشنیاں بدستور زمین پر ناچ رہی تھیں... ایسے میں اچانک لڑکی کے منہ سے مارے حیرت کے عجیب سے آواز نکل گئی... پھر وہ بلند آواز میں بولی۔

"چور دو تھے... ان میں سے ایک بہت لمبے قد کا تھا جب کہ دوسرا چھوٹے قد کا۔"

"کیا کہا...؟"

سیٹھ عرباض بلند آواز میں چلائے... اب ان کی آنکھیں حیرت کی وجہ سے پھیل چکی تھیں... ایسے میں انہوں نے اندر کی طرف دوڑ لگا دی... وہ بھی اس قدر تیزی سے کہ وہ دھک سے رہ گئے۔

☆...☆...☆

حیرت

"یہ... یہ کیا، انہیں کیا ہوا... ہم نے تو ابھی صرف ایک بات بتائی ہے... وہ بھی اتنی سی کہ ایک چور بہت لمبا تھا... جب کہ دوسرا بہت چھوٹا... اور یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں... یہ تو کوئی معمولی سوجھ بوجھ کا آدمی بھی اندازہ لگا سکتا ہے..."

"ڈیڈ... ڈیڈ کو کیا ہوا آؤ۔" ثاقب چیخا۔

پھر ان دونوں نے اندر کی طرف دوڑ لگادی۔

"اب کیا کریں محمود... پہلے اندر جا کر پوچھیں کہ سیٹھ صاحب آپ کو اچانک کیا ہوا... یا یہیں اپنا کام کریں۔"

"یہاں رہنا بھی ضروری ہے... ہو سکتا ہے... سیٹھ صاحب نے یہ حرکت ان نشانات کو مٹانے کے لیے کی ہو... یعنی ادھر ہم اندر جائیں... ادھر وہ یا ان کا کوئی ملازم دوسری طرف سے یہاں آئے اور نشانات مٹا دے... لہٰذا میں یہیں ٹھہروں گا... تم دونوں فوراً اندر پہنچو اور دیکھو... اندر کیا ہو رہا ہے... سیٹھ صاحب کو واقعی کچھ ہوا ہے یا وہ ڈراما کر رہے ہیں۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"مجھے تو یہ سارا ڈراما لگتا ہے... آخر کوئی ایک پودا چرانے

کیوں آئے گا... کیا اس پودے میں سرخاب کے پر لگے ہوئے تھے۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"اس پر بعد میں غور کریں گے... پہلے تم اندر جاؤ۔"

"ٹھیک ہے... آؤ فاروق۔" یہ کہتے ہوئے فرزانہ نے اندر کی طرف دوڑ لگادی، فاروق بھی بھاگا... ایک کمرے سے تیز تیز آوازیں سنائی دیں تو ان کے قدم اسی سمت میں اٹھ گئے... کمرے کا دروازہ کھلا تھا... لڑکا اور لڑکی اپنے باپ کے پاس پریشان انداز میں کھڑے تھے اور بار بار کہہ رہے تھے... کیا ہوا ڈیڈ... کیا ہوا... آپ بولتے کیوں نہیں۔ کچھ تو بتایئے...

"کیا ہم اندر آسکتے ہیں۔" فرزانہ کی آواز نے انہیں چونکا دیا۔

"اوہ... آپ لوگ... ہاں آیئے... وہ... آپ کے تیسرے ساتھی کہاں رہ گئے۔"

"انہیں ذرا باہر کچھ کام ہے... وہ کچھ دیر بعد اندر آئیں گے... ویسے اگر آپ کو ان کے باہر رہنے کی وجہ سے پریشانی ہے... تو پہلے ہم انہیں اندر لے آتے ہیں۔" فرزانہ جلدی جلدی بولی۔

"یہ... یہ آپ نے کیا کہا۔"

"اگر آپ کو میری بات بری لگی ہے تو میں معافی چاہتی ہوں... اب مہربانی فرما کر یہ بتائیں... آپ کو ہوا کیا... بات تو صرف اتنی ہے کہ کچھ دیر پہلے آپ کے پائیں باغ میں دو چور آگھسے تھے...

آپ کی آنکھ کھل گئی... آپ نے ان کی باتیں سن لیں... لیکن جب
تک آپ باہر نکلتے... وہ جا چکے تھے... پھر آپ اپنے پائیں باغ میں
داخل ہوئے، پورے پائیں باغ کو غور سے دیکھا... اور آخر آپ کو پتا
چلا کہ ایک پودا غائب ہے... لہٰذا آپ نے آئی جی صاحب کو فون کیا..
اس لیے کہ وہ آپ کے گھرے دوست ہیں... آپ نے ان سے
درخواست کی کہ کسی سراغرساں کو بھیجا جائے... انہوں نے ہمیں
بھیج دیا.. اس لیے کہ ہمارے والد کسی دوسری طرف مصروف تھے۔"

"کیا کہا... آپ کے والد... تو آپ کے والد بھی محکمہ
سراغرسانی میں ملازم ہیں۔" لڑکے نے حیران ہو کر کہا۔

"اصل میں ملازم تو وہی ہیں... ہم تو بس ان کی وجہ سے
محکمہ کے کام کرتے پھرتے ہیں... یعنی کہ ان کے ہاتھ بٹانے کے
لیے۔"

"آپ... آپ کے والد کا نام کیا ہے جناب۔" لڑکی نے منہ
بنایا۔

"اور کیا وہ اتنے بڑے سراغرساں ہیں کہ آئی جی صاحب
ان کے علاوہ کسی کو بھیج نہ سکے... یہاں تک کہ ان کے نہ ہونے کی بنا
پر ان کی اولاد کو بھیج دیا... کسی دوسرے سراغرساں کو نہیں بھیجا۔"

"یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ شیخ صاحب نے کیا سوچا اور کیا
نہیں سوچا۔" فاروق جل کر بولا۔

"اچھا خیر... آپ کے والد کا نام۔"

"جی... لوگ انہیں انسپکٹر جمشید کہتے ہیں۔"

"کیا... نن نہیں۔" سیٹھ عرباض ایک بار پھر چلائے۔

"اب آپ کو کیا ہوا؟"

"تشریف رکھیں... اور اپنے بھائی کو بھی بلوالیں... تاکہ میں
بتا سکوں۔"

"آپ کیا بتا سکیں... پہلے تو آپ یہ بتائیں۔" فاروق نے
منہ بنایا۔

"یہ کہ یہ چکر کیا ہے۔"

"یہ بات آپ اس کی عدم موجودگی میں بھی بتا سکتے ہیں،
جب وہ اندر آئے گا تم ہم اسے بتا دیں گے کہ آپ نے ہمیں کیا بتایا
ہے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"او کے... آپ لوگوں کی مرضی... تین دن پہلے میں ایک
نرسری میں گیا تھا... مجھے کوٹھی کے لیے بہت سے پودے خریدنے
تھے... ہر سال جب بہار کا موسم آتا ہے تو میں نئے نئے پھولوں کے
پودے ضرور خریدتا ہوں..." وہ کہتے جا رہے تھے کہ اچانک فاروق
نے انہیں ٹوک دیا۔

"تب تو نرسری والے آپ کے واقف ضرور ہوں گے۔"

"اس میں شک نہیں... بہت اچھی طرح وہ مجھ سے واقف
ہیں اور میں ان سے... خیر میں نے سو کے قریب پودے پسند کیے...
میرے سامنے انہوں نے وہ پودے ادارے کی گاڑی میں رکھے اور

گھر کی طرف روانہ کر دیے گئے... تب میں نے انہیں پودوں کا بل چیک کی صورت میں ادا کیا... گاڑی یہاں تک پہنچی... وہ تمام پودے پائیں باغ کے ایک طرف ڈھیر کر کے چلے گئے... کیونکہ ان کا کام بس اتنا ہی تھا... پودے کہاں رکھنے ہیں... کس ترتیب سے رکھنا ہیں... یہ کام ان کا نہیں تھا... پھر میں آیا اور میں نے ملازم کی مدد سے پودوں کو ایک ترتیب سے رکھوایا... بس... اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں... چوروں کی آواز یا کسی کھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے باغ میں ان کی موجودگی کو محسوس کر لیا... لیکن جب میں باہر نکلا... وہ جا چکے تھے اور صرف ایک پودا غائب تھا..." یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"اس کے بعد ہم نے اپنا خیال بتایا کہ ان میں ایک بہت لمبے قد کا تھا اور دوسرا بہت چھوٹے قد والا تھا، آپ یہ بات سنتے ہی خوف زدہ انداز میں چیخے اور اندر کی طرف دوڑ پڑے... سوال یہ ہے کہ کیوں؟"

"میں اب اسی طرف آ رہا ہوں... چند دن پہلے دو آدمی مجھ سے ملنے کے لیے آئے تھے... انہوں نے باغ کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی اور بتایا تھا کہ وہ باغبانی کے ماہر ہیں اور آپ کے باغ کو ایک ترتیب دینا چاہتے ہیں... مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا... جب کہ وہ یہ کام صرف اپنے شوق کی وجہ سے کرنا چاہتے تھے... کوئی مجھ سے اس کی فیس طلب نہیں کر رہے تھے... اس کام میں انہیں دو گھنٹے

لگے... پھر وہ چلے گئے... خاص بات یہ کہ ان میں ایک بہت لمبا تھا اور دوسرا بہت چھوٹا۔"

"کیا؟؟؟" وہ ایک ساتھ چلائے۔

اب ان کی آنکھیں مارے حیرت کی پھیل گئیں بس...

"تب یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا... یعنی وہ یہاں اس نیت سے آئے تھے... اب چونکہ انہوں نے پودوں کو اپنے ہاتھ سے رکھا تھا... لہٰذا رات کے وقت پودا چرانا ان کے لیے آسان کام ثابت ہوا... اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ کوئی خاص پودا تھا... لیکن۔" فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا۔" سیٹھی عرباض نے منہ بنایا۔

"لیکن... جناب! اتنی سی بات پر آپ خوف زدہ انداز میں اندر کیوں دوڑے آئے... ہمیں تو اس کی وجہ بتائیں۔"

"اس کی اور کوئی وجہ نہیں... بس مجھے اچانک حیرت کا جھٹکا لگا اور میں اندر آ گیا۔"

"آپ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔" فرزانہ نے بغور ان کی طرف دیکھا۔

"نہیں بھلا میں کیا چھپاؤں گا۔"

"خیر... خیر... انہوں نے اپنے نام کیا بتائے تھے۔"

"میں نے پوچھے ہی نہیں تھے۔"

"جو پودا چرا لیا گیا ہے... اس کے بارے میں آپ کچھ جانتے

ہیں۔"

"ہرگز نہیں۔"

"وہ کس قسم کا پودا تھا۔"

"اس بارے میں کیا بتا سکتا ہوں... میں نے تو بس وہاں جا کر پودے دیکھے تھے اور یہ کہتا رہا تھا... یہ بھی نکال دیں... یہ بھی نکال دیں... اس طرح سو پودے بن گئے... اب کیا معلوم تھا کہ ان میں کوئی اس قدر قیمتی ہے... ارے۔" وہ بری طرح چونکے۔

"اب کیا ہوا؟"

"لمبے اور چھوٹے کو پودوں کی خریداری کے بارے میں کس نے بتایا، مطلب یہ کہ انہیں کس طرح پتا چلا کہ میں نے سو پودے خریدے ہیں۔"

"ظاہر ہے... نرسری والوں سے ہی معلوم ہوا ہوگا۔"

"اوہ ہاں! میرا خیال ہے... ہمیں نرسری بھی جانا پڑے گا.. لیکن دن میں... اس وقت وہاں کوئی نہیں ہوگا۔"

"ایسا لگتا ہے... لمبے اور چھوٹے کو کسی خاص پودے کی تلاش تھی... وہ نرسری گئے... نرسری والوں نے انہیں بتایا کہ اس قسم کا پودا تو بس ایک تھا اور وہ سیٹھ عرباض لے گئے ہیں چنانچہ اب وہ یہاں آپ کا باغ دیکھنے کے لیے آ گئے... اور پھر انہوں نے باغ کو ایک ترتیب سے لگانے کی خواہش ظاہر کی... آپ نے کوئی اعتراض نہ کیا... انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس پودے کو خاص جگہ رکھا... تاکہ

رات کے وقت اٹھائے جانے میں آسانی ہو... اور پھر وہ اپنا کام کر گئے... سوال یہ ہے کہ اس پودے میں ایسی کیا خاص بات تھی۔"

"بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں۔"

"آپ نے یہ پودے کون سی نرسری سے خریدے تھے؟"

"پر بہار نرسری فین روڈ۔"

"ہم ایک بار پھر آپ سے پوچھتے ہیں... آپ ایک لمبے قد اور ایک چھوٹے قد کا سن کر خوف زدہ ہو کر اندر کی طرف کیوں بھاگے تھے۔"

"مجھے ان کا خیال آ گیا تھا۔"

"اس بات پر آپ کو صرف چونکنا چاہیے تھا... خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔"

"شش... شاید میں بلا وجہ خوف زدہ ہو گیا تھا... یا پھر میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ ہو سکتا ہے یہ میرے خلاف کوئی چکر ہو۔" وہ بولے۔

"صبح سے پہلے ہم نرسری والوں کو چیک نہیں کر سکتے... لہٰذا بات صبح ہو گی... یوں بھی یہ کوئی ایسا پریشان کن مسئلہ نہیں ہے۔"

"ہاں واقعی... ہم لوگ بلا وجہ پریشان ہو گئے تھے... آپ جانا چاہیں... جا سکتے ہیں۔"

"جی نہیں... ابھی ہمارا اپائیں باغ میں کام ختم نہیں ہوا، ہم تو آپ کو خوف زدہ دیکھ کر ادھر آ گئے تھے... اب اگر آپ آرام کرنا

چاہیں... تو ضرور آرام کر لیں... ہم اپنا کام مکمل کر کے خود ہی چلے جائیں گے۔" فاروق نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ..."

دونوں باہر آ گئے... محمود پائیں باغ میں کھڑا دیدے نچاتا رہا تھا:

"کیا رہا؟" اس نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔

"پہلے تم بتاؤ۔"

"پائیں باغ کی طرف کوئی نہیں آیا۔"

"ادھر بھی تو کوئی خاص بات نہیں تھی۔"

"تب پھر سیٹھ صاحب کیوں چیخ کر دوڑ پڑے تھے۔"

"یا تو وہ کچھ چھپا رہے ہیں... یا پھر بلاوجہ خوف زدہ ہو گئے تھے... کیا تم نے پائیں باغ کا جائزہ لیا۔"

"نہیں... اس خیال سے اسی جگہ کھڑا ہو گیا کہ کوئی آئے تو میری نظروں سے بچ کر اندر داخل نہ ہو سکے۔"

"آؤ پھر ذرا دیکھ لیتے ہیں۔"

"گویا ہمیں ایک پودے کے چوروں کی تلاش ہے۔" فرزانہ بڑبڑائی۔

"پپ... پودے کے چور... یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی۔" فرزانہ جھلا اٹھی۔

اب وہ اندر کی طرف بڑھے... جوتوں کے نشانات کو پہلے ہی دیکھ چکے تھے... اب اس جگہ پہنچے... جہاں سے پودا اٹھایا گیا تھا... اچانک ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی... آنکھوں میں بے تحاشا خوف دوڑ گیا۔

☆...☆...☆

چلے جائیں

جس جگہ سے گملا اٹھایا گیا تھا... وہاں ایک انگلی پڑی تھی... ایک انسانی انگلی... ظاہر ہے جب اس کے ساتھ کوئی انسان نہیں تھا تو وہ اس کے ہاتھ سے کاٹی گئی تھی...

"اف مالک... یہ... یہ تو انگلی ہے۔" فرزانہ کانپ گئی۔

"ہاں! ایک عدد انسانی انگلی... اب یہ معلوم نہیں... یہ زندہ انسان کے ہاتھ سے کاٹی گئی ہے یا مردہ انسان کے ہاتھ سے۔"

"یہ تو خیر معلوم ہو جائے گا... اب انکل اکرام کو فون کرنا ہوگا... پہلے معاملہ تھا صرف ایک پودے کا... لیکن اب کیس میں انسانی انگلی بھی شامل ہو گئی... دو باتوں میں سے ایک بات یقینی ہے... یا تو کسی انسان کا قتل ہوا ہے... یا ایک زندہ انسان کے ہاتھ سے انگلی کاٹی گئی ہے... دونوں ہی باتیں خوفناک ہیں... اور ہمیں اس زندہ یا مردہ انسان تک پہنچنا ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... سنسنی پیدا ہو گئی ہے... ہم تو سیٹھ صاحب اور ان کے گھر والوں سے کہہ آئے تھے کہ وہ آرام کر سکتے ہیں... لیکن اب انہیں بلانا ہوگا۔"

"بالکل... بلانا ہوگا... میں انہیں لے کر آتی ہوں۔" فرزانہ نے کہا اور اندر کی طرف چلی۔

کوٹھی کا دروازہ اندر سے بند نہیں کیا گیا تھا، شاید ان کی وجہ سے... کہ انہیں اندر آنے کی ضرورت نہ پیش آجائے... وہ سیدھے اس کمرے کی طرف بڑھے... جس میں انہوں نے سیٹھ عرباض سے بات کی تھی... جونہی وہ دروازے پر پہنچی... اس کے تیز کانوں میں کسی کی آہستہ آواز گونجی:

"یہ بچے ہیں... بالکل بچے... کچھ نہیں جان سکیں گے۔"

"لیکن یہ بھی تو سوچیں، یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں... ہیں تو بچے... جب کہ معاملہ تو انسپکٹر جمشید کے بھی بس کا نہیں۔"

وہ یہ الفاظ سن کر دھک سے رہ گئی... سٹی گم ہوتی محسوس ہوئی... کہ آخر یہ کیا چکر ہے... یہ لوگ کیا چھپا رہے ہیں... چنانچہ دستک دینے کے لیے اٹھا ہوا اس کا ہاتھ نیچے گر گیا... اس نے کان دروازے سے لگا دیا...

"ان لوگوں کی شہرت بلاوجہ نہیں ہو سکتی... آپ نے غلطی کی... آئی جی صاحب کو فون نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ ان لوگوں کو بھیج دیں گے۔"

"خیر... پروا نہ کرو... ہم تیل دیکھیں گے... تیل کی دھار دیکھیں گے۔"

"تب پھر اب ہم کیوں جائیں... صبح دیکھیں گے۔"

اب فرزانہ چند قدم پیچھے ہٹی اور آواز پیدا کر کے دروازے کی طرف بڑھی۔ اسے یوں لگا جیسے اندر موت کا سناٹا طاری ہو گیا ہو.. فرزانہ نے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔

"کک... کون؟" سیٹھ عرباض کی کانپتی آواز سنائی دی۔

"یہ میں ہوں... فرزانہ... مہربانی فرما کر دروازہ کھولیں۔"

"کیا کوئی خاص بات؟" اندر سے کہا گیا۔

"ہاں! بہت زیادہ... اتنی کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے... یہ پودا ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑے گا۔" سیٹھ صاحب بولے۔

"جی... کیا مطلب... یہ آپ نے کیا کہا۔" فرزانہ چونکی۔

"ایک منٹ۔" وہ بولے۔ پھر دروازہ کھل گیا۔

"آپ نے کیا کہا تھا... اپنا جملہ دہرائیں۔"

"یہ پودا ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑے گا... آپ بتائیں... اب کیا بات سامنے آئی ہے؟"

"آیئے دکھاتے ہیں۔"

"ڈیڈ... کیا ہم بھی آئیں۔" اندر سے ان کے بیٹے ثاقب نے پوچھا۔

"کیا خیال ہے۔" وہ فرزانہ کی طرف مڑے۔

"آپ کی مرضی... ویسے میرا خیال ہے... انہیں لے ہی

لیں۔"

"آ جائیں بھئی آپ بھی۔"

پھر وہ ان تینوں کو پائیں باغ میں لے آئی...

"وہ گملا اس جگہ تھا نا سیٹھ صاحب۔"

"ہاں! بالکل... ارے... یہ... یہ کیا... اف... انگ... لی۔" سیٹھ صاحب کانپ گئے۔

"جی ہاں! یہ انگلی ہے... انسانی انگلی... گملا تو وہ اٹھا کر لے گئے... اور انگلی یہاں چھوڑ گئے، یہ آپ بتائیں... یہ کس غریب کی انگلی ہے۔"

"نن... نہیں... مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"دیکھئے سیٹھ صاحب... جب تک آپ ہمیں صاف صاف بات نہیں بتائیں گے... ہم آپ کے کسی کام نہیں آ سکیں گے... اور یہ معاملہ اتنا سیدھا ہے نہیں... اب اس میں ایک عدد انسانی انگلی شامل ہو چکی ہے... صاف ظاہر ہے... یہ کسی کے ہاتھ سے کاٹی گئی ہے... نہ جانے کسی زندہ انسان کے ہاتھ سے یا پھر مردہ انسان کے ہاتھ سے... دونوں صورتوں میں معاملہ حد درجے سنگین ہے... اور آپ ہم سے کچھ چھپا رہے ہیں۔"

"مجھے کچھ معلوم نہیں... میں بھلا کیا چھپاؤں گا۔"

"سنیے پھر... ایک پودے کی چوری کوئی خاص واقعہ نہیں تھا کہ آپ رات کو آئی جی صاحب کو فون کرتے... یہ واقعہ تو آپ کے

لیے ایک دھمکی تھی کہ سیٹھ صاحب... خبردار... ہم یہاں تک آگئے ہیں... یا ہم نے آپ کو تلاش کرلیا ہے... آپ تیار ہو جائیں... لہٰذا آپ نے گھبرا کر آئی جی صاحب کو فون کیا... انہوں نے ہمیں ادھر بھیج دیا... لیکن جونہی ہم نے آپ کو یہ بتایا کہ چوروں میں ایک بہت لمبے قد کا اور ایک بہت چھوٹے قد کا تو آپ حد درجے خوف زدہ ہو گئے... میں آپ کو بتاؤں... آپ چیخ مار کر اندر کی طرف کیوں دوڑے تھے؟" فرزانہ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کک... کیوں دوڑا تھا؟" وہ بولے۔

"اپنا چہرہ ہم سے چھپانے کے لیے... اس لیے کہ موت کی حد تک خوف آپ کے چہرے پر چھا گیا تھا... آپ نے چھپانے کی حد درجے کوشش کی تھی... لیکن اس کے باوجود ہم نے دیکھ لیا تھا... لہٰذا آپ اس لمبے اور چھوٹے کی کہانی ہمیں سنا دیں... صرف اسی صورت میں ہم آپ کے کام آسکتے ہیں۔" فرزانہ یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئی۔

سیٹھ صاحب کسی گہری سوچ میں ڈوب گئے... آخر انہوں نے چہرہ اوپر اٹھایا۔

"افسوس! میں آپ کو کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"تب ہم جا رہے ہیں... اب ہم باقی کام صبح کریں گے... ہم اس نرسری کا چکر لگائیں گے اور اپنے طور پر جاننے کی کوشش کریں گے کہ آپ کس چکر میں الجھے ہوئے ہیں۔"

"نہیں... آپ نہیں جا سکتے... آپ کو یہیں ٹھہرنا ہوگا۔" سیٹھ عرباض بولے۔

"کیا فائدہ... جب آپ کہانی سنانے پر آمادہ ہی نہیں ہیں۔"

"سنا دیں... ڈیڈ... سنا دیں۔"

"نہیں... وہ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔"

"اب تک کون سا آپ سے نرمی کرتے رہے ہیں... سنا دیں۔"

"اچھی بات ہے... لیکن پھر ہمیں ہر طرح کے حالات کے لیے تیار رہنا ہوگا... حالات کچھ بھی ہو سکتے ہیں... وہ لوگ حد درجے خطرناک ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں... ہم انہیں دیکھ لیں گے۔" محمود مسکرایا۔

"آپ دیکھ لیں گے... ناممکن۔"

"کیوں جناب! اس میں ناممکن والی کیا بات ہے۔"

"ابھی آپ کو ان کا اندازہ نہیں... خیر آیئے اندر چل کر کمرہ بند کر کے بیٹھتے ہیں۔"

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

وہ باغ سے اندر آگئے اور اسی کمرے میں بند ہو گئے... جس میں تھوڑی دیر پہلے بات چیت ہوئی تھی... یہ ایک بڑا کمرہ تھا۔ سیٹھ صاحب تو مسہری پر گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے... وہ سامنے

والے صوفے پر بیٹھ گئے... سیٹھ صاحب کی بیگم وہاں نہیں تھیں...

"آپ کی بیگم کہاں ہیں... انہیں بھی یہیں بلالیں... کیا انہیں خوف محسوس نہیں ہو رہا ہے۔"

"وہ باورچی خانے میں گئی ہیں، چائے بنانے... میں نے ہی چائے کے لیے کہہ دیا تھا۔"

"کیوں... کیا آپ کے گھر میں کوئی ملازم نہیں ہے۔"

"ملازم اپنے کوارٹر میں سو رہا ہوگا... رات کو اسے اٹھانا مناسب نہیں سمجھا۔"

"اچھا خیر... آپ شروع کریں۔"

"نہیں.. پہلے امی جان کو آنے دیں.. ورنہ وہ آکر کہیں گی.. شروع سے شروع کریں۔ یہ کہانی ہم بھی آج پہلی بار سن رہے ہیں۔"

"کیا... نہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں... یہ بات سن کر آپ کو حیرت کیوں ہوئی۔"

"آپ کچھ دیر پہلے اس کمرے میں اپنے بچوں سے کھسر پھسر کر رہے تھے... اس کھسر پھسر سے تو یہی ظاہر ہوا تھا کہ یہ لوگ بھی کہانی سے واقف ہیں۔"

"اوہ تو آپ نے ہماری بات چیت سن لی تھی۔"

"بس آپ کی آواز کانوں میں آگئی تھی۔"

"لیکن انہیں کچھ معلوم نہیں ہے... اتنا جانتے ہیں کہ کچھ لوگ میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہیں... میں نے کئی شہر

بدلے... لیکن وہ ہم تک پھر بھی پہنچ جاتے ہیں۔"

"اوہ... اوہ۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"یہ اس وقت کی بات ہے... جب..."

"نہیں ڈیڈ... پہلے امی جان۔"

"اوہ ہاں! میں تو بھول ہی گیا... ثمینہ... تم ذرا جا کر اپنی امی کا ہاتھ بٹاؤ... تاکہ وہ جلدی چائے لے آئیں۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور اٹھ کر باہر نکل گئی۔

پھر انہوں نے اس کی چیخ سنی... وہ لرز گئے اور باورچی خانے کی طرف دوڑ پڑے... جونہی وہ اندر داخل ہوئے... دھک سے رہ گئے... ان کے اوپر کے سانس اوپر اور نیچے کے نیچے رہ گئے... ثمینہ فرش پر بے ہوش پڑی تھی... چولہے پر چائے کا پانی بے تحاشا ابل رہا تھا اور بیگم عرباض کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

"بیگم... بیگم... بیگم۔" وہ پھنسی پھنسی آواز میں پکارے۔

لیکن ان کی بیگم کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا... اب تو ان کے ہاتھ پیر پھول گئے... وہ پوری کوٹھی میں دوڑے بھاگے... لیکن ہر جگہ دیکھ لینے کے بعد بھی وہ نہ ملیں...

"ہمیں باورچی خانے سے کام شروع کرنا ہوگا۔" فرزانہ بولی اور واپس پلٹی.. تینوں اندر داخل ہوئے.. چولہا بند کیا.. ثمینہ کو اٹھا کر دوسرے کمرے میں ڈالا... اور بغور اس کمرے کا جائزہ لینے لگے...

"بیگم صاحبہ باورچی خانے میں ضرور آئی تھیں... کیونکہ

انھوں نے اپنے کپڑوں پر جو خوشبو لگا رکھی تھی... وہ یہاں کی فضا میں پھیلی ہوئی ہے... انھوں نے پانی چولہے پر رکھا... اور اس کے بعد..." محمود کہتے کہتے رک گیا۔

"اور اس کے بعد کیا۔" فرزانہ نے اسے گھورا۔

"اس کے بعد یا تو انہیں اغوا کر لیا گیا... یا..." وہ پھر کہتے کہتے رک گیا۔

"اوہو... کیا ہو گیا ہے... رک کیوں جاتے ہو۔"

"یا وہ خود کمرے سے غائب ہو گئیں۔"

"ہرگز نہیں... انہیں خود غائب ہونے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔" سیٹھ عرباض نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم امکان کا جائزہ لے رہے ہیں... ہو سکتا ہے... آپ سب مل کر کوئی ڈراما کر رہے ہوں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"آپ لوگ... ابھی اور اسی وقت یہاں سے چلے جائیں... ہمیں آپ کی ضرورت نہیں۔"

سیٹھ عرباض غرائے... تینوں دھک سے رہ گئے۔

☆...☆...☆

اوہ... اوہ

پھر چند لمحے تک وہ پر سکون انداز میں ان کو دیکھتے رہے، آخر محمود نے کہا:

"آپ کا مطلب ہے... ہم واقعی چلے جائیں۔"

"ہاں بالکل۔"

"اور بیگم صاحب جو غائب ہیں۔"

"آئی جی صاحب کو فون کر کے کسی اور کو بلا لوں گا... اس شہر میں ایک آپ ہی سراغ رساں نہیں ہیں۔"

"ہوا کیا ہے... پہلے تو آپ ہمیں اپنی کہانی سنانے پر تیار نہیں تھے... کہانی سنانے لگے تو کہہ رہے ہیں... ہم یہاں سے چلے جائیں۔"

"ہاں! اگر آپ کا یہ خیال ہے کہ ہم ڈراما کر رہے ہیں... تب آپ یہاں سے چلے جائیں۔" وہ بولے۔

"اوہ... تو آپ کو یہ الفاظ برے لگے... خیر ہم واپس لے لیتے ہیں۔"

"نہیں شکریہ! میں الفاظ واپس کرنے کا عادی نہیں... آپ

بس چلے جائیں۔"

"آؤ بھئی چلیں۔"

"ڈیڈ... ڈیڈ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں... یہ ہمارے لیے اپنی رات خراب کر رہے ہیں... اور پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ہمیں پریشان کرنے والے کو پکڑ لیں اور آپ انہیں واپس بھیج رہے ہیں۔" ثاقب گھبرا کر بولا۔

"ہاں تو اور کیا کروں... یہ تو الٹا مجھ پر شک کر رہے ہیں... اب کیا میں تمہاری امی کو اغوا کروں گا۔ وہ بھی ان کے ساتھ ہوتے ہوئے۔"

"نہیں... بالکل نہیں... یہ بات انہوں نے بس ایسے ہی کہہ دی۔" ثاقب نے جلدی سے کہا۔

"نہیں.. یہ بات ہم نے ایسے ہی نہیں کہی۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ہم نے سوچ سمجھ کر بات کی ہے... یہ سب آپ کا ڈراما بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم نے یہ نہیں کہا کہ ڈراما ہے... اگر ہم یہ کہیں کہ یہ سب آپ کا ڈراما ہے تو برا ماننے والی بات ہو گی... اس قسم کے معاملات میں شک تو سب پر جائے گا۔"

"دیکھا... تم نے دیکھا۔" سیٹھ عرباض چلائے۔

"جی ہاں! دیکھا بھی اور سنا بھی... لیکن ہم مجبور ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"میں نے اپنے بیٹے سے کہا ہے۔"

"ٹھیک ہے... ہم جا رہے ہیں... لیکن آپ کے لیے ایک مشورہ ہے۔"

"مجھے آپ کے مشورے کی بھی ضرورت نہیں۔"

"اوہو... ڈیڈ سن تو لیں۔"

"اچھا سنائیں۔"

"آپ آئی جی صاحب کو فون کر کے کسی اور کو بلا لیں... جب وہ آ جائیں گے... تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے... اس لیے کہ اگر یہ آپ کے خلاف واقعی کوئی سازش ہے... تب آپ خطرے میں ہیں... اور یہ آپ کی آپس کی باتوں سے بھی ظاہر ہے۔"

"چاہے کچھ بھی ہو جائے... میں اب آپ لوگوں کو یہاں نہیں دیکھ سکتا۔"

"تو آپ عینک لگا لیں۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"حد ہو گئی... ہے کوئی تک اس بات کی... کیا عینک لگانے سے الٹا مجھے نظر آنا بند ہو جائے گا۔"

"آپ اس کی باتوں پر نہ جائیں... اس لیے کہ اس کی باتوں پر تو ہم بھی نہیں جاتے... جو دن رات اس کے ساتھ رہتے ہیں۔" فرزانہ فوراً بولی۔

"میں نے کہا ہے... بس آپ جائیں۔"

"آؤ بھئی چلیں۔" محمود نے انسپکٹر جمشید کے انداز میں کہا۔

"چلو..." فرزانہ نے جل کر کہا... پھر سیٹھ صاحب کی طرف مڑے۔

"آپ ہمیں اپنے گھر سے نکال تو رہے ہیں... لیکن آپ پچھتائیں گے بہت۔"

"کوئی پروا نہیں... پچھتا لوں گا۔"

"شکریہ..." محمود نے کہا اور تینوں باہر کی طرف چلے۔

"ڈیڈ... خدا کے لیے انہیں روک لیں۔"

"نہیں... تم چپ رہو۔"

"آپ کی مرضی۔" اس نے کندھے اچکائے۔

باہر نکل کر محمود نے موبائل پر آئی جی صاحب کے نمبر ملائے ان کا نمبر فارغ نہ ملا... وہ گاڑی میں بیٹھ گئے... ایک منٹ بعد محمود نے پھر نمبر ملائے تو سلسلہ مل گیا...

"اوہو... کیا ہو گیا ہے... آج لوگ مجھے جگانے پر کیوں تل گئے ہیں۔" ان کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ میں ہوں انکل... محمود۔"

"انکل محمود... کون انکل محمود... میں کسی انکل محمود کو نہیں جانتا۔"

"حد ہو گئی... میں محمود بات کر رہا ہوں۔ انکل۔"

"ارے تو یوں کہو نا... ہاں کہو... ارے ہاں... وہ ابھی ابھی سیٹھ عرباض نے فون کیا تھا... تم نے انہیں ناراض کر دیا... اب وہ

کوئی اور آدمی چاہتے ہیں... اب تم ہی بتاؤ۔ میں اور کسے بھیجوں۔"

"انکل کامران مرزا کو یا شوکی برادرز کو" محمود نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی... اب میں اس وقت انہیں کس طرح بلاؤں۔"

"فون کر کے..."

"یہاں سے کوئی مقامی آدمی کیوں نہ بھیجوں۔"

"معاملہ بہت پراسرار ہے... شاید سیٹھ عرباض چند بہت خطرناک لوگوں میں گھرے ہوئے ہیں..."

"تب پھر تم ہی ذرا صبر سے کام لیتے... انہیں غصہ نہ دلاتے۔"

"ہم نے غصہ نہیں دلایا... امکان پر بات کی تھی... اس میں برا ماننے والی بات تھی ہی نہیں۔"

"تو بابا میں اکرام کو ساتھ بھیج دیتا ہوں... تم ہلکا سا میک اپ کر کے اس کے ساتھ چلے جاؤ۔"

"ترکیب خوب ہے... آپ میں کہیں فرزانہ کی روح تو حلول نہیں کر گئی۔" محمود ہنسا۔

"حد ہو گئی... اب تم مجھ سے مذاق کرو گے۔"

"اگر آپ برا مانتے ہیں تو ہرگز نہیں کریں گے۔"

"مجھے ادھر ادھر کی باتوں میں نہ لگاؤ... وہیں کہیں کھڑے رہو... میں اکرام کو بھیج رہا ہوں۔"

"اور اگر اس سے پہلے یہاں کوئی گڑبڑ ہوتی محسوس ہوئی

تو۔"

"تب پھر میدان میں کود پڑنا... سیٹھ عرباض کو میں سنبھال لوں گا۔"

"پہلے ہی کیوں نہ سنبھال لیا آپ نے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب؟"

"ابھی جب انہوں نے فون کیا تھا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ ہم لوگوں سے ہی کام چلائیں۔"

"ہاں! مجھے یہ کہنا چاہیے تھا... لیکن وہ اس وقت بہت غصے میں تھے۔"

"اچھا خیر... آپ انکل کو بھیج دیں... ہم اپنے حلیے تبدیل کر لیتے ہیں اور اپنی کار سے نکل کر ان کی جیپ میں بیٹھ جائیں گے۔"

"بالکل ٹھیک۔" وہ خوش ہو گئے۔

پھر اکرام وہاں پہنچ گیا... اس وقت تک وہ اپنی کار میں ہی بیٹھے رہے تھے۔ اکرام جیپ پر سیدھا ان کی طرف آیا... اور جیپ سے اترتے ہوئے بولا۔

"کیا مصیبت ہے.. رات کو بھی آرام نہیں کرنے دیتے.."

"ہم نے آپ کا نام تجویز نہیں کیا انکل... یہ خالص ان کا مشورہ تھا۔"

"اچھا بتاؤ... معاملہ کیا ہے۔"

انہوں نے ساری کہانی سنا دی۔

"حیرت ہے... اس موقع پر سیٹھ صاحب نے تمہیں بے آبرو کر کے گھر سے نکال دیا۔" اکرام ہنسا۔

"ہمیں اس کا ملال نہیں۔"

"تب پھر... کس کا ملال ہے۔"

"اس بات کا کہ... اوہ حد ہو گئی... یہ تو آپ بھی ہمارے انداز میں باتیں کرنے لگے..."

"راتوں کو تمہارے ساتھ جانا پڑے گا تو یہی ہو گا۔" وہ مسکرایا۔

"آپ جھلائے ہوئے بھی ہیں اور مسکرا بھی رہے ہیں۔"

"اب اور کیا کروں... رونے سے تو رہا۔"

"کیا اب ہم اندر چلیں... نہ جانے وہاں حالات کیا ہوں۔"

"ہوں... ٹھیک ہے۔"

اور پھر وہ دروازے پر پہنچ گئے... اکرام نے دستک دی... انہوں نے ریڈی میک اپ کر لیا تھا... اور لباس بھی تبدیل کر لیے تھے... پھر بھی وہ نمایاں طور پر سامنے نہیں آنا چاہتے تھے... کیونکہ اس طرح ان کے پہچان لیے جانے کا خطرہ تھا اور اس صورت میں وہ ضرور آئی جی صاحب پر بگڑتے... دستک کے جواب میں خود سیٹھ عرباض باہر نکلے... اس وقت تک اکرام جیپ سے اتر چکا تھا۔

"تو اب آپ کو بھیجا ہے شیخ صاحب نے۔"

"جی ہاں!" اکرام نے کہا... پھر جیپ کی طرف مڑتے

ہوئے بولا۔

"میرے ساتھ میرے ساتھی بھی ہیں.. آپ معاملہ بتائیں۔"

"آیئے... اندر چلتے ہیں... ساتھیوں کی ڈیوٹی آپ باہر لگائیں گے یا انہیں ساتھ اندر لے چلیں گے۔"

"فی الحال اندر چلتے ہیں... ضرورت محسوس کی تو ان میں سے کسی کو باہر بھی مقرر کریں گے..."

اکرام اپنے ساتھ توحید احمد کو بھی لایا تھا... اب پانچوں ان کے پیچھے اندر داخل ہوئے... سب ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے... ثاقب اور ثمینہ بھی آگئے... شاید ان کے بعد ثمینہ کو ہوش آگیا تھا... یوں وہ بیمار بیمار لگ رہی تھی... سیٹھ عرباض نے کئی بار ان سب کو عجیب سی نظروں سے دیکھا... شاید وہ الجھن محسوس کر رہے تھے... آخر وہ اکرام سے پوچھے بغیر نہ رہ سکے۔

"کیا... اب محکمے نے بچوں کو بھی ملازم رکھنا شروع کر دیا ہے۔"

"آج کے بچے کل کے بڑے ہوں گے... لہٰذا تربیت اس وقت حاصل نہیں کریں گے تو کل بالکل اناڑی ہوں گے۔"

"ہوں... خیر۔" انہوں نے سر ہلایا۔

"اب فرمائیں... کیا معاملہ ہے۔"

"اصل معاملہ اس وقت بیگم کا ہے... وہ غائب ہیں... کیا میں تمہیں بتاؤں۔"

"اس کے بغیر کیسے کام چلے گا۔"

"ہوں... سنیں پھر۔"

پھر انہوں نے اس وقت تک جو ہوا تھا، کہہ سنایا... ان کی کوششوں کے بارے میں بھی بتایا۔

"تب پھر آپ نے انہیں واپس کیوں بھیج دیا۔"

"وہ الٹا مجھ پر شک کر رہے تھے۔"

"یہ ان کی عادت ہے... اور اصول بھی... وہ جب کسی کیس پر کام کرتے ہیں تو سبھی پر شک کرتے ہیں اور شاید ان کی کامیابیوں کا یہی ایک راز ہے... ویسے وہ ہمت کبھی نہیں ہارتے۔"

"انکل۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"اوہ... شاید یہ تینوں ان سے جلتے ہیں... اس لیے ان کی تعریف نہیں سن سکتے۔"

"یہی بات ہے... ہمیں تو وہ ایک آنکھ نہیں بھاتے۔"

"خیر خیر... پہلے تو آپ لوگ بیگم کو تلاش کر دیں۔"

"آپ پوری کہانی سنائیں۔" محمود نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں پوری کہانی سنا چکا ہوں۔"

"ان کا مطلب ہے... یہ چکر شروع کیسے ہوا۔"

"کیا اس طرح آپ لوگ رات ضائع نہیں کریں گے... اگر میری بیگم کو واقعی اغوا کیا گیا ہے... تو ادھر آپ لوگ میری ماضی

کی کہانی سنتے رہیں گے اور وہ ادھر کہیں نکل جائیں گے۔"

"نہیں... اس کا امکان نہیں ہے... وہ ادھر کیس نہیں نکل پائیں گے... ہم ان تک پہنچ جائیں گے۔"

"اوکے... سینئے پھر... یہ اس وقت کی بات ہے... جب میں ابھی جوان تھا اور میری شادی ہوئے صرف دو سال ہوئے تھے کہ افریقہ کی ایک بڑی کمپنی میں مجھے ملازمت مل گئی... میں بیگم کو ساتھ لے کر وہاں چلا گیا۔ وہاں مجھے رہائش کے لیے جو کوٹھی ملی تھی... اس کا ایک بڑا سا پائیں باغ تھا، اس میں رنگ رنگ کے پھولوں کے پودے بہار دکھا رہے تھے... ہم اس باغ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے... میری طرح میری بیگم کو بھی پھول بہت پسند تھے... کمپنی کی طرف سے ہمیں ایک گھریلو ملازم دیا گیا تھا... پہلے روز اس نے ہمیں گھر دکھایا، باغ بھی دکھایا... اور باغ دکھاتے ہوئے اس نے بتایا... کہ باغ میں ایک پودا ایسا بھی ہے کہ وہ جس گھر میں ہو... یا تو اس گھر کے لوگ بڑی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں... یا مالا مال ہو جاتے ہیں... یہ سن کر میں حیران ہوا... اس سے پوچھا... وہ پودا کون سا ہے... وہ ہمیں اس پودے کے پاس لے گیا... اس پودے پر صرف ایک شاخ تھی... اور شاخ تکونے پتوں سے بھری ہوئی تھی۔ پتے جامنی رنگ تھے اور اس پر تین پھول کھلے ہوئے تھے... پھول گہرے نیلے رنگ کے تھے... ان کی خوشبو میں ایک عجیب سا نشہ تھا... میں کافی دیر تک اس کو دیکھتا رہا... ملازم اس کے بارے میں بتاتا رہا... وہ کہہ رہا تھا۔

"یہاں کے لوگ اس پودے کو گھر میں نہیں لگاتے... وہ اس سے ڈرتے ہیں... لیکن جو بہت دلیر ہوتے ہیں... وہ اس کو لگا لیتے ہیں... اور دنوں میں مال دار ہو جاتے ہیں... ویسے یہ جنگل میں کہیں کہیں خود بخود اگ آتا ہے... اور دلیر قسم کے لوگ اسے لے آتے ہیں... ایک بار ایک بزدل آدمی اٹھا کر لے آیا... اس کو اپنے باغ میں لگا لیا... بس اس روز سے اس کی بد بختی کے دن شروع ہو گئے۔ پہلے اس کا بیٹا فوت ہوا... پھر بیوی... اس کے بعد اس کے گھر کو آگ لگ گئی، اس آگ میں وہ خود بھی جل گیا... سارا باغ بھی جل گیا اور باغ میں وہ پودا بھی جل گیا... یہ کہانی یہاں اس قدر مشہور ہے کہ مال دار ہونے کا لالچ بھی پودا گھر میں نہیں لگنے دیتا... موت کا خوف مال داری کے لالچ پر چھا جاتا ہے..." وہ کہہ رہا تھا اور ادھر سوچ رہا تھا.. میں جب اپنے ملک جاؤں گا تو اس پودے کے بیج ساتھ لے جاؤں گا اور اپنے باغ میں ان کو اگاؤں گا۔"

"اوہ... اوہ... تو کیا پھر آپ نے ایسا کیا؟"

"فرزانہ نے چونک کر پوچھا۔

☆...☆...☆

پستول

چند لمحے تک وہ خاموش رہے... ان کے چہرے کی طرف دیکھتے رہے... پھر بولے۔

"ہاں! میں جب تک وہاں رہا... اس پودے کے بیج جمع کرتا رہا... قریباً دس سال تک مجھے وہاں رہنا پڑا... پھر واپسی ہوئی... اس وقت تک میرے دو بچے بھی ہو چکے تھے... اور سکول میں جانے لگے تھے... ہم وطن واپس لوٹے... کچھ دن بعد مجھے ان بچوں کا خیال آیا... میں نے کچھ بیج اس نرسری کو دے دیے... لیکن ان کے بارے میں یہ نہ بتایا کہ وہ کس قسم کے پودے کے ہیں... صرف یہ بتا دیا کہ یہ بیج میں افریقہ سے لایا ہوں..."

"ایک منٹ جناب! اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ وہاں آپ دس سال رہے... لیکن آپ پر کوئی مصیبت نہیں آئی۔" فرزانہ نے کچھ سوچ کر کہا۔

"بالکل نہیں۔" سیٹھ عرباض مسکرائے۔

"تب پھر... کیا آپ وہاں بے تحاشہ مال دار ہو گئے تھے۔" فرزانہ پٹ سے بولی۔

"اوہ... اوہ... آپ بہت ذہین ہیں... بات کی تہہ تک پہنچ گئیں... یہی بات ہے... وہاں اگرچہ میں ملازمت کرنے کے لیے گیا تھا... اور اس کمپنی کا ملازم ہی تھا... لیکن ادھر ادھر سے میرے پاس دولت آنا شروع ہو گئی۔"

"آخر کیسے۔"

"میں نے ایک دن چند روپے کا لاٹری کا ٹکٹ خرید لیا... میرا وہ نمبر نکل آیا... ادھر سے مجھے کئی کروڑ روپے مل گئے... میں نے اس دولت سے وہاں تجارت شروع کر دی... اور اس میں مجھے بے تحاشہ نفع ہونے لگا... لہٰذا جب میں واپس وطن آیا تو میرے پاس بہت دولت تھی... اس دولت سے میں نے اپنا کاروبار شروع کر دیا... اور آج سیٹھ عرباض کہلاتا ہوں... لیکن..."

"لیکن کیا؟"

"اس دوران عجیب و غریب واقعات پیش آنے لگے... نرسری کے مالک نے ایک روز مجھے فون کر کے بلایا... وہ بہت پریشان تھا... میں اس کے پاس گیا تو وہ مجھے نرسری میں لے آیا... اور بتایا کہ اس نے میرے دیے ہوئے بیج زمین میں بو دیے تھے... جلد ہی ان جگہوں سے وہ پودے نکل آئے اور اب پھول دے رہے ہیں... لیکن جب سے پودے پھول دینے لگے ہیں... اس کے ساتھ عجیب و غریب واقعات پیش آنے لگے ہیں... اس نے کئی خوفناک قسم کے واقعات سنائے... اس وقت مجھے افریقی ملازم کی سنائی ہوئی باتیں یاد

آئیں... سو میں نے اسے اس پودے کے بارے میں سب کچھ بتا دیا...
اور یہ بھی کہہ دیا کہ وہ بے شک سب پودوں کو جلا کر راکھ کر دے...
لیکن اب یہ کہیں نہ کہیں سے خود بخود اگ جایا کرے گا..."

"کیا مطلب..." نرسری کا مالک مارے خوف کے چلایا۔

"افریقی ملازم نے یہی بتایا تھا کہ جب یہ ایک جگہ اگ آتا
ہے تو اس کی نسل ختم نہیں ہوتی اگتا ہی رہتا ہے... اب یا تو اس کے
اگنے سے دولت ہاتھ آتی ہے... یا بد بختی... اس پر نرسری کا مالک
مجھ پر بگڑا کہ مجھے بیج دیتے وقت اس کی کہانی سنا دینا چاہیے... میں نے
تسلیم کیا کہ یہ میری غلطی ہے... لیکن میں ان باتوں کو گپ سمجھا تھا...
تب ہم نے پودوں کے ایک ماہر سے رابطہ کیا... اس مسئلہ کا حل
پوچھا... اس نے کہا کہ ان پودوں کو جلا دیا جائے... اور ان جگہوں پر
گڑھے کھود کر وہاں چند دوائیں ڈالی جائیں... جو وہ دے گا... اس
طرح ان پودوں سے نجات مل جائے گی... میں نے ایسا ہی کیا...
پودوں کو جلا دیا... اور اس کی دی ہوئی دوائیں وہاں ڈال دیں... اس
طرح دو سال خیریت سے گزر گئے... لیکن پھر ایک دن... ایک پودا
نکل آیا... نرسری کے مالک نے خوفزدہ ہو کر پھر مجھے فون کیا... میں
وہاں گیا... پودے کو دیکھا... ایسے میں مجھے خیال آیا کہ اس پودے کی
وجہ سے مجھ پر تو کبھی کوئی مصیبت نہیں آتی لہٰذا کیوں نہ میں اس کو
اپنے باغ میں لے جاؤں... میں نے ایسا ہی کیا... وہاں سے سو پودے
خریدے... ان میں اس پودے کو بھی رکھوا لیا... اور لے آیا۔"

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے... سب ان کی طرف
ٹکر ٹکر دیکھ رہے تھے... جیسے کوئی دلچسپ ترین کہانی سن رہے ہوں۔

"پھر... پھر کیا ہوا؟"

"بس! میری کہانی یہیں تک ہے... اس کے بعد تو پھر آپ
کو معلوم ہی ہے..."

"آپ کا مطلب ہے... رات کے وقت دو چور یہاں آئے
اور پودا اٹھا لے گئے... اس کے بعد باغ سے ایک انسانی انگلی ملی۔"
محمود نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"اور آپ کو کچھ معلوم نہیں... وہ انگلی کس کی ہے۔"

"نہیں... بالکل نہیں۔"

"اس کہانی میں سے اگر ہم انسانی انگلی کو نکال دیں... تو کوئی
پیچیدگی نہیں رہ جاتی۔" فاروق نے خیال ظاہر کیا۔

"کیا مطلب... بات سمجھ میں نہیں آتی۔" سیٹھ عرباض
نے چونک کر کہا۔

"دیکھیے... آپ پودوں کے بیج وہاں سے لے آئے اور
نرسری کے مالک کو دے دیے... پودے کے بارے میں اسے
بتایا نہیں آپ نے... اس کی کم بختی شروع ہو گئی... اس نے آپ
سے مشورہ کیا۔ پھر آپ دونوں نے پودوں کے ماہر سے مشورہ کیا...
اس نے ان کو جلا دینے کا مشورہ دیا اور ان جگہوں پر کچھ دوائیں ڈال

دینے کے لیے کہا... آپ نے مشورے پر عمل کیا... لیکن دو سال گزرنے پر ایک پودا پھر اگ آیا... نرسری کا مالک اس کو دیکھ کر سہم گیا... اس نے آپ کو بلایا... پودے کو دیکھ کر آپ کو اپنی خوش بختی یاد آگئی... آپ ارد گرد کے پودوں کے ساتھ اس کو بھی لے آئے... یہ ہے جناب... کل کہانی... ٹھیک ہے۔" یہاں تک کہہ کر محمود خاموش ہو گیا۔

"اس کے بعد چوروں والی کہانی شروع ہو جاتی ہے۔"

"آگے ہم یوں اندازہ قائم کرتے ہیں کہ کسی کو اس پودے کے بارے میں بھنک پڑ گئی بس اس نے اس پودے کو حاصل کرنے کی کوشش شروع کر دی... آخر وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ یہاں آیا اور پودا لے گیا... آپ نے اس واقعے کے بارے میں آئی جی صاحب کو فون کر دیا... بس..."

"ہاں! بس۔"

"اس کہانی میں چند الجھنیں ہیں... آپ پہلی بار ایک لمبے اور ایک چھوٹے قد کے چور کے بارے میں سن کر خوف زدہ کیوں ہو گئے تھے۔"

"میں اداکاری کر رہا تھا... تاکہ اس معاملے کو غیر اہم نہ سمجھا جائے۔"

"چلیے... یہاں تک بھی کوئی الجھن نہیں... آخر وہ انسانی انگلی کہاں سے آگئی۔"

"بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں۔"

"پودے جلائے جانے کے دو سال بعد وہ پودا نکلا تھا۔" فرزانہ نے پوچھا۔

"جی... ہاں... نرسری کے مالک نے مجھے فون کیا... میں اس کے پاس گیا... ہم نے پھر نرسری کے اس ماہر کو فون کیا... وہ بھی دوڑا آیا... پھر اس نے کہا تھا کہ ابھی اس کو جلایا نہ جائے... پہلے وہ اس کے بارے میں تمام معلومات حاصل کر لیں... پھر دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے... لیکن نرسری کا مالک اس کو نرسری میں رکھنے پر آمادہ نہ ہوا... تو میں نے کہا کہ اچھا دوسرے پودوں کے ساتھ اس کو بھی میری کوٹھی بھیج دیا جائے... بعد میں پھر دیکھ لیں گے کہ کیا کرنا ہے.. اس طرح پودا یہاں آیا۔"

"کہانی پراسرار ہے... ہم اس پر کام کریں گے... آپ فکر نہ کریں... اور اب ہم اس پر کام آپ کے بیان کی روشنی میں کریں گے۔" اکرام مسکرایا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اس ساری کہانی میں آخر وہ انسانی انگلی کہاں سے کود پڑی۔"

"ہوں... ہم اس انگلی پر بھی کام کریں گے۔"

"بہت خوب!" سیٹھ عرباض مسکرائے۔

"آپ نے نرسری کے مالک کا نام نہیں بتایا۔"

"مالک کا نام ہے... ارشاد لاکھانی۔"

"ان کا پتا..." فرزانہ نے پوچھا۔

"11 ریواز ٹاؤن۔"

محمود نے یہ پتا لکھ لیا...

"میرا خیال ہے... اب ہم جو کچھ کر سکتے ہیں... صبح ہونے پر ہی کر سکتے ہیں... لہٰذا آپ سب لوگ آرام کریں۔"

"جیسے آپ کی مرضی... لیکن میری بیگم۔"

"ہاں! ان کی تلاش ضروری ہے... ہمیں آپ سرونٹ کوارٹر تک لے چلیں۔"

"کک... کیا مطلب؟" سیٹھ عرباض چلا اٹھے۔

"آپ کی بیگم، ہو سکتا ہے..... سرونٹ کوارٹر میں قید ہوں۔"

"نن نہیں... نہیں۔"

"ذرا غور کریں... یہاں اتنا کچھ ہوا... لیکن ملازم کے کان پر جوں نہ رینگی۔"

"یہ کوئی خاص بات نہیں... اس کی نیند بہت گہری ہے۔"

"پھر بھی ہم آپ کی بیگم کو تلاش کرنے کے لیے پہلے اس کوارٹر کو دیکھنا پسند کریں گے۔"

"آئیے... لیکن اس طرح اس بے چارے کی نیند خراب ہو گی۔"

"اور ہماری نیند کیا خراب ہونے سے محفوظ ہے۔" فاروق نے آنکھیں نکالیں۔

"آئیے پھر۔" سیٹھ عرباض نے منہ بنایا۔

وہ کوٹھی کے پچھلے حصے میں آئے... یہاں ایک چھوٹا سا کوارٹر موجود تھا... سیٹھ عرباض نے اس کے دروازے پر دستک دی... تیسری دستک پر اندر آہٹ ہوئی... پھر نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کک... کون؟"

"میں ہوں... دروازہ کھول دو۔" سیٹھ صاحب بولے۔

"اس وقت کیا ضرورت پیش آگئی جناب؟"

"بس آگئی... آپ دروازہ کھولیں۔"

"اچھی بات ہے... ایک منٹ ٹھہریں..."

"کیوں... ایک منٹ کیوں ٹھہریں۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"وہ... کپڑے..."

"اچھا خیر... جلدی کرو۔"

پھر پورے ایک منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک چھوٹے سے قد کا آدمی نظر آیا۔

"تو یہ ہیں آپ کے ملازم۔" اکرام کے لہجے میں حیرت نظر آئی۔

"ہاں... کک... کیوں۔" سیٹھ صاحب بولے۔

"بیگم کہاں ہیں بھئی۔" اکرام کی سرد آواز سنائی دی... ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔

وہ سب دھک سے رہ گئے۔

☆...☆...☆

پودے کا چکر

"یہ... یہ آپ کیا کر رہے ہیں..." سیٹھ صاحب گھبرا گئے۔

"آپ ایک طرف ہو جائیں... کہیں آپ پلیٹ میں نہ آجائیں۔"

"لل... لپیٹ۔" وہ بولے۔

"جی ہاں! لپیٹ میں... ہم نے پلیٹ میں نہیں کہا۔" فاروق نے منہ بنایا۔

سیٹھ عرباض اسے گھور کر رہ گئے۔

"ہاں تو مسٹر... کیا نام ہے بھلا آپ کا۔"

"بالم... نوشاہی۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"شکریہ مسٹر نوشاہی... بیگم صاحب کے بارے میں بتا رہے ہیں یا ہم اپنا کام شروع کریں۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب... بیگم صاحب کے بارے میں تو سیٹھ صاحب سے پوچھئے... ان کا یہاں کیا کام۔"

"بھائی... تھوڑی دیر پہلے آپ ہی تو اسے اغوا کر کے ادھر لائے ہیں۔"

''نن نہیں... نہیں... یہ غلط ہے... جھوٹ ہے...''

''اچھا آپ اس طرف آجائیں... میں نے اس پر پستول تان رکھا ہے۔ محمود تم تینوں اندر جاؤ۔'' اکرام بولا۔

''کک... کیا مطلب... کیا کہا... محمود۔'' سیٹھ صاحب اچھلے۔

''ارے باپ رے... یہ آپ نے کیا کیا۔''

''تو یہ محمود، فاروق اور فرزانہ ہی ہیں۔''

''ہاں جناب! ہم نے مجبوراً ایسا کیا... اور آئی جی صاحب کی اجازت سے ایسا کیا۔''

''خیر... اب بیگم صاحب کو برآمد کرائیں پہلے۔''

وہ اندر داخل ہوئے... تین منٹ بعد واپس لوٹے...

''کیوں... نہیں ملیں نہ بیگم... میں ہی پہلے ہی سوچ رہا تھا... آپ بالم پر تو بلاوجہ شک کر رہے ہیں... یہ تو پھر کچھ نہ ہوا۔''

''ہوا ہے جناب... بہت کچھ ہوا ہے۔'' محمود نے پراسرار انداز میں کہا۔

''کک... کیا مطلب؟''

''اندر سے ہمیں ایک چیز ملی ہے...'' محمود نے ڈرامائی انداز میں کہا۔

''چیز ملی ہے... جلدی بتائیں... کیا چیز ملی ہے۔''

''یہ وہی... سونے کی ایک زنجیر... جو آج کل عورتیں کلائی

پر باندھتی ہیں۔''

''اوہ نہیں... یہ تو میری بیگم کی ہے۔'' سیٹھ عرباض چلائے۔

''اب اپنے نوشاہی صاحب سے پوچھیں... اس نے بیگم صاحبہ کو اغوا کیا نہیں تو.. ان کی زنجیر کیا یہاں ٹہلتے ٹہلتے آگئی ہے۔''

''ہاہاہا... یہ آپ ساتھ لائے تھے... آپ ہی اندر سے باہر لائے ہیں... میں تو آپ کے ساتھ اندر گیا ہی نہیں۔''

''حد ہو گئی... اور ہمیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی بھلا۔''

''آپ کو مجھ سے دشمنی ہے۔''

''یہ... یہ کیا کہہ رہے ہو نوشاہی... انہیں کیوں ہوتی تم سے دشمنی۔''

''آپ نہیں جانتے جناب... یہ انسپکٹر جمشید کے بچے ہیں۔''

''ابھی ابھی تو یہ بات سامنے آئی ہے۔''

''اوہو... میرا مطلب ہے، آپ نہیں جانتے... یہ کیا چیزیں ہیں... یہ اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں۔ کھرے کھاٹ لوگوں کو مجرم ثابت کر دیتے ہیں اور ہتھیلی پر سرسوں جما دیتے ہیں... اب یہ کہیں گے میں ایک پرانا جرائم پیشہ ہوں... لہٰذا میرا یہاں کیا کام...''

''نن نہیں... کیا تم واقعی پرانے جرائم پیشہ ہو۔''

"اس میں تو خیر کوئی شک نہیں سیٹھ صاحب... لیکن اب میں نے جرائم چھوڑ دیے ہیں... دیکھ لیں محنت کر کے پیٹ پال رہا تھا... لیکن ان لوگوں نے مجھے یہاں بھی نہیں رکنے دیا۔"

"ہم نے یا خود تم نے... یہ تمہارے اپنے کرتوت ہیں... بہر حال اب ہم زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتے... فوراً بتاؤ... بیگم صاحبہ کہاں ہیں۔"

"کون سی بیگم صاحبہ... میں کسی بیگم صاحبہ کو نہیں جانتا... آپ میرے کوارٹر سے برآمد کر دیں، رہی وہی یہ زنجیر... میں نہیں جانتا.. یہ اندر کیسے پہنچی... آپ نے اسے میرے سامنے برآمد نہیں کیا اور تلاشی دے کر آپ اندر نہیں گئے تھے... لہٰذا اس زنجیر کے ملنے سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔"

"آپ نے مسٹر نوشاہی کی باتیں سنیں... یوں لگتا ہے... جیسے قانون کا کوئی ماہر بات کر رہا ہو۔"

"حیرت ہو رہی ہے یہ باتیں سن کر۔"

"اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ کئی بار کا سزا یافتہ ہے... قانونی بحثیں سن چکا ہے۔"

"ہوں... لیکن... مسئلہ ایک اور ہے۔" سیٹھ عرباض نے پریشان ہو کر کہا۔

"مسئلہ کیا اور ہے... چلیے وہ بھی بتا دیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"اس کوارٹر میں صرف دو کمرے ہیں... یہ بیگم صاحبہ کو کہاں چھپائے گا بھلا۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" فاروق مسکرایا۔

"کک... کیا کہا... میں فکر نہ کروں۔" سیٹھ عرباض بولے۔

"ہاں! اس لیے کہ فکر کر کے بھی آپ کیا کر لیں گے۔" فاروق مسکرایا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"فاروق! موقع محل تو دیکھا کرو۔" اکرام نے جل کر کہا۔

"بہت اچھا انکل۔" اس نے فوراً کہا۔

"گویا اب تم موقع محل دیکھ کر بات کیا کرو گے۔" فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! کیا کیا مجبوری ہے..." اس نے منہ بنایا... اور وہ مسکرا کر رہ گئے۔

"نوشاہی صاحب... آپ کو کمرۂ امتحان میں لے جانا پڑے گا۔"

"ضرور لے چلیں... میرا دیکھا ہوا ہے۔"

"وہ پرانے زمانے کا دیکھا ہوا ہو گا... اب وہاں جدید مشینیں لگ گئی ہیں... جرائم پیشہ لوگ فر فر باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔"

"اوہو اچھا... میں بھی کہوں... آج کل آپ لوگ اس قدر

کامیابیوں کے جھنڈے کیوں گاڑتے چلے آرہے ہیں۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آپ نے دیکھا... یہ صاحب ہمارا مذاق تک اڑانے کی ہمت رکھتے ہیں... لہٰذا ان کے سوا اور کون ہو سکتا ہے... جس نے بیگم صاحبہ کو اغوا کیا ہو۔"

"لیکن یہ تو کچھ بتا ہی نہیں رہا۔"

"بتائے گا... ضرور بتائے گا... سونے کی زنجیر اس کے گلے میں پھانسی کا پھندہ بن جائے گی۔"

"ارے باپ رے... آپ تو پھانسی کے پھندے پر پہنچ گئے... جب کہ آپ نے مجھ پر الزام صرف اغوا کا لگایا ہے، ثابت اسے بھی نہیں کیا گیا۔" اس نے شوخ انداز میں کہا۔

"بہت دعوے سن چکے ہم اس کے... جاؤ محمود... اندر سے بیگم صاحبہ کو لے آؤ۔"

"کیا... کیا کہا... بیگم اندر ہیں..." سیٹھ عرباض نے چیخ کر کہا۔

"ہاں! بالکل اندر ہیں..."

"غلط... بالکل غلط..." بالم بلند آواز میں بولا۔

"کیا غلط۔"

"اندر صرف ایک عورت ہے... اور وہ ہے... میری بیوی۔"

"جی نہیں... اندر دو عورتیں ہیں... ایک غسل خانے میں بے ہوش پڑی ہے... دوسری کمرے میں موجود ہے... جب ہم کمرے میں داخل ہوئے تو آپ کی بیگم کمرے میں موجود تھیں اور غسل خانے کا دروازہ کھلا تھا... اب کھلے غسل خانے میں کوئی کیسے دیکھے... لیکن اس کے دروازے کے پیچھے ایک عورت کو چھپا دینا کیا مشکل ہے... لہٰذا ہم غسل خانے پر نظر ڈالے بغیر ہی ادھر آگئے تھے... کیونکہ یہ زنجیر جو مل گئی تھی..."

"نن... نہیں... نہیں۔" نوشاہی مارے خوف کے چیخا۔

"اب کیا ہوا... پہلے تو بہت فون فاں کر رہے تھے۔"

نوشاہی اب کچھ نہ بولا... سیٹھ عرباض دوڑ کر اندر گئے اور پھر اپنی بیگم کو کندھے پر اٹھا لائے... وہ مکمل طور پر بے ہوش تھیں۔

"لیجیے... کم از کم آپ کی بیگم کا مسئلہ تو حل ہوا... اب رہ گیا پودے کا مسئلہ.. کیا اب اس کو بھی حل کر دیں۔" محمود نے طنزیہ کہا۔

"ہاں! وہ تو اب کرنا ہوگا..." سیٹھ صاحب بولے۔

"لل... لیکن... بالم نوشاہی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"بہت خاص ضرورت... یہ پودا چرانے والوں کا ساتھی ہے... بیگم صاحبہ کو اغوا اس لیے کیا گیا کہ ہم ان کے اغوا میں الجھ کر رہ جائیں... اور وہ لوگ پودے کو زیادہ دور لے جائیں... تاکہ ہم اس تک نہ پہنچ سکیں۔"

"اوہ... اوہ۔" سیٹھ عرباض بولے۔

"تھوڑی دیر بعد یہ نگم کو خود ہی کوٹھی میں ڈال آتا اور خود غائب ہو جاتا... کیونکہ یہ یہاں صرف پودا آسانی سے چرانے کے لیے ملازم ہوا تھا... اسی نے ان دونوں چور ساتھیوں کے لیے کوٹھی کا دروازہ کھولا تھا... کیا ہم غلط کہہ رہے ہیں۔"

"نہیں... بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، لیکن؟"

"لیکن کیا؟"

"اب وہ پودا آپ کو نہیں ملے گا... میرے ساتھی اب تک اسے بہت دور لے جا چکے ہیں۔"

"اور تمہیں کیا ملے گا۔"

"اب یہ تو معلوم نہیں تھا کہ میں گرفتار ہو جاؤں گا... میرے دونوں ساتھی تھوڑی دیر انتظار کر کے نکل گئے ہوں گے... کیونکہ معاملہ یہی طے ہوا تھا کہ تیسرا ساتھی اگر نہیں پہنچے گا تو وہ پودے کو لے کر محفوظ مقام پر پہنچ جائیں گے... تیسرا بعد میں آتا رہے گا... لہٰذا وہ اس وقت تک محفوظ مقام پر پہنچ چکے ہیں۔"

"تو کیا ہوا... ہم تم سے اگلوا لیں گے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"کوئی فائدہ نہیں... اب اگر میں بتا بھی دوں... تب بھی وہ وہاں نہیں ملیں گے۔ اب وہ سب آدھ گھنٹے بعد ٹھکانہ تبدیل کر لیں گے... اور حالات کے مطابق کریں گے... لہٰذا میں پہلے ٹھکانے تک نشاندہی کر سکوں گا۔"

"کوئی بات نہیں... اگلے ٹھکانوں تک ہم خود پہنچ جائیں گے..." محمود مسکرایا۔

"ٹھیک ہے... انہیں ماربل روڈ کے ویران ڈاک بنگلے میں جانا تھا... وہیں میں پہنچتا... لیکن اب جب کہ میں پھنس گیا... وہ وہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتے... بلکہ اس کے بعد جس ٹھکانے پر وہ گئے ہوں گے... وہاں سے بھی آگے چلے گئے ہوں گے۔"

"کوئی پروا نہیں... ہم انہیں دیکھ لیں گے... کیا وہ جوجی اور لنگا ہیں۔" اکرام نے کہا۔

"اوہ... اوہ۔" مارے حیرت کے بالم نوشاہی کے منہ سے نکلا۔

"کیوں... رہ گئے نا دھک سے... خیر... مطلب یہ ہوا کہ یہ سارا چکر اس پودے کو چرانے کے لیے چلایا گیا تھا..."

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"اس پودے میں آخر ایسی کیا بات ہے... ارے ہاں... کٹی ہوئی انگلی کا کیا راز ہے۔"

اچانک وہ اچھل کر گرا۔

☆...☆...☆

ایک آواز

محمود اور فاروق بے تحاشہ پائیں باغ کی دیوار کی طرف بھاگے... بے آواز فائر دیوار پر سے کیا گیا تھا... عین اس لمحے انہوں نے کار سٹارٹ ہونے کی آواز سنی۔

"ارے باپ رے... وہ نکل جائیں گے..." محمود چیخا۔

اب تینوں صدر دروازے کی طرف دوڑے... لیکن جب وہ باہر نکلے تو قاتلوں کی کار غائب ہو چکی تھی۔

"اف مالک! یہ کیا ہوا؟"

"وہ اپنے ساتھی کو قتل کر گئے... کیونکہ انہوں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ اب ہم اس سے ساری بات اگلوا لیں گے۔"

"افسوس..." فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

"سیٹھ صاحب... آپ اس کٹی ہوئی انگلی کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے۔"

"نہیں... میں نہیں جانتا... وہ کس کی ہے۔" سیٹھ صاحب نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔ بالم نوشاہی کی لاش دیکھ دیکھ کر انہیں جھرجھری آ رہی تھی... چہرے کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"آپ نے اس پودے کے بارے میں کچھ چھپایا تو نہیں۔"

"نہیں... مجھے تو افریقی باشندوں نے جو بتایا تھا... وہ آپ کو بتایا تھا اور یہ کہ میں اس کے بیج وہاں سے لے آیا تھا... جو میں نے نرسری کے مالک ارشاد لاکھانی کو دے دیے تھے..."

"لیکن کیوں... سوال تو یہ ہے... آپ نے اس قدر اہم اور خوفناک پودے کے بیج نرسری کے مالک کو کیوں دیے؟" فرزانہ چلائی۔

سیٹھ عرباض اس کا سوال سن کر چکرا گئے... ان کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا... آواز حلق سے نہ نکل سکی۔

"اوہو... بتائیں بھی... یہ آخر کیا چکر ہے۔"

"میں... میں نے سوچا تھا... میں اس پودے کے بیج خود نہیں اگاؤں گا... کیا خبر بدبختی کا شکار ہو جاؤں... نرسری کو دے دوں گا... جب وہاں یہ پودے اگ جائیں گے تو بدبختی ارشاد لاکھانی کے حصے میں آ جائے گی، میں ایک پودا وہاں سے لے آؤں گا... کیونکہ افریقہ کے ایک باشندے نے مجھے یہی ترکیب بتائی تھی۔"

"اوہ... اوہ۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"اب مجھے نہیں معلوم... نرسری میں کیا ہوا ہے..."

"صبح ہونے میں ابھی وقت ہے... کیا آپ کو ارشاد لاکھانی کا گھر معلوم ہے۔"

"ن... نہیں... میں نہیں جانتا۔"

"نرسری میں کوئی چوکیدار ہوتا ہوگا... اس سے گھر کا نمبر ضرور مل سکتا ہے... نرسری کا فون نمبر ہے آپ کے پاس۔"

"ہاں! فون نمبر ہے۔"

"شکریہ... نمبر بتائیں۔" اکرام نے پرجوش انداز میں کہا۔

انہوں نے نمبر بتا دیا... محمود نے فون کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فرزانہ بول اٹھی۔

"فون کرنا مناسب نہیں ہوگا۔"

"تب پھر۔"

"ایکس چینج سے اس نمبر کے تحت پتا معلوم ہو سکتا ہے... ہم خود ہی وہاں جائیں گے۔"

"یہ... یہ مناسب رہے گا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

اب انہوں نے پتا معلوم کیا اور اسی وقت روانہ ہو گئے... سیٹھ عرباض کو انہوں نے ساتھ لے لیا تھا... آدھ گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ارشاد لاکھانی کی کوٹھی تک پہنچ گئے... محمود نے دستک دی... تین بار دستک کے بعد بھی اندر کوئی آہٹ نہ ہوئی...

"خود ہی اندر جانا ہوگا... باہر دروازے پر تالا تو لگا ہوا ہے نہیں... ضرور لاکھانی اندر ہے۔" اکرام بڑبڑایا۔

"تو پھر میں اندر جاتا ہوں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"بہت خوب! آج تو بہت کام کے موڈ میں ہو۔"

"کیا کروں... سسپنس نے پریشان کر رکھا ہے۔" اس نے بے

چارگی کے عالم میں کہا۔

وہ مسکرا دیے... فاروق آگے بڑھ گیا... ظاہر ہے... اب وہ کسی پائپ کی تلاش میں گیا تھا... جلد ہی وہ چھت پر نظر آیا... اس نے انہیں ہاتھ کا اشارہ کیا اور پیچھے ہٹ گیا... گویا اس نے بتایا تھا کہ میں اوپر پہنچ گیا ہوں اور نیچے آ رہا ہوں... پھر کوٹھی کا دروازہ کھلا اور فاروق کی صورت نظر آئی۔

"لگتا ہے... اندر کوئی نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

"تب پھر دروازے اندر سے کیوں بند ہیں... بیرونی دروازے پر تالا کیوں نہیں ہے۔" فرزانہ بولی۔

"شاید وہ لوگ بہت جلدی میں یہاں سے کہیں گئے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"اوہو... آخر کس راستے سے گئے ہیں... کیا تمہیں کوئی دروازہ یا کھڑکی کھلی ملی ہے۔"

"ابھی میں نے اس کا جائزہ نہیں لیا۔"

"اچھا خیر... آؤ..."

اب وہ اندر داخل ہوئے... انہوں نے پوری کوٹھی کو دیکھ ڈالا... اندر سے تمام دروازے انہیں بند ملے تھے... گویا فاروق کو صرف زینے کا دروازہ کھلا ملا تھا... اس کا صاف مطلب یہ تھا کہ گھر کے افراد چھت کے ذریعے کہیں گئے ہیں... لیکن سوال یہ تھا کہ کیوں... انہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

"دائیں بائیں والی کوٹھیوں کو دیکھنا ہوگا۔" اکرام بڑبڑایا۔

"اس سے پہلے ہم چھت کا جائزہ کیوں نہ لیں... معلوم ہو جائے گا... وہ دائیں طرف گئے ہیں یا بائیں طرف۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔"

وہ چھت پر آئے... ٹارچ کی مدد سے پہلے اس چھت کا جائزہ لیا گیا... پھر دائیں بائیں والی چھتوں کا... انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا... چھتیں آپس میں ملی ہوئی بالکل نہیں تھیں... اس کوٹھی میں رہنے والے کسی دوسری چھت پر اپنی چھت سے نہیں جا سکتے تھے۔

"کیا مطلب..." وہ ایک ساتھ بولے۔

"اس کا مطلب ہے... گھر کے افراد گھر میں ہی کہیں چھپے ہوئے ہیں۔"

"تب وہ ہمیں کیوں نظر نہ آئے۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"ہم نے باریک بینی سے نہیں دیکھا۔"

سب نیچے آگئے... انہوں نے بغور جائزہ لیا... غسل خانے باورچی خانے اور سٹور کو دیکھا... کہیں کسی کے چھپنے کے آثار نظر نہ آئے۔

"اب اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس کوٹھی کے نیچے کوئی تہہ خانہ ہے اور وہ اس میں موجود ہیں۔" فرزانہ نے پرجوش انداز میں کہا۔

"سوال یہ ہے کہ کیوں... انہیں ہم سے چھپنے کی کیا ضرورت ہے۔"

"یہ ضروری نہیں کہ وہ ہم سے چھپے ہوں... ہو سکتا ہے... کسی دشمن کے خوف سے چھپے ہوں۔"

"لیکن ہمیں ان سے ملنا ہے... پوچھنا ہے... یہ افریقی پودے کا کیا چکر ہے... جس نے ہم سب کو چکرا کر رکھ دیا ہے... لہٰذا تہہ خانہ تلاش کرنا ہوگا۔"

سب تہہ خانہ تلاش کرنے میں جٹ گئے... آخر آتش دان کے نیچے لوہے کی سلاخیں لگی نظر آئیں... جو ظاہر میں راکھ کے لیے تھیں... لیکن جب انہوں نے سلاخیں ہٹائیں تو نیچے جانے کا راستہ نظر آگیا... سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

"مسٹر ارشاد لاکھانی... ہم نے تہہ خانے کا دروازہ کھول لیا ہے... لہٰذا آپ لوگ اوپر آجائیں... آپ کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں... یہاں آپ کا کوئی دشمن نہیں ہے۔" محمود نے بلند آواز میں کہا۔

"اچھی بات ہے... ہم آ رہے ہیں... کیا آپ نے گھر کے دروازے اندر سے بند کر دیے ہیں۔" نیچے سے کہا گیا۔

"آواز سن کر سیٹھ عرباض کے چہرے پر حیرت پھیل گئی... ادھر محمود نے کہا۔

"دروازے بند ہیں... آپ بے فکر ہو کر آجائیں۔"

"اس بات کا بھی امکان ہے کہ آپ اس شخص کو ساتھ لائے ہوں... جو ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"کیا مطلب... آپ کو کون قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"ہم نہیں جانتے... لیکن کوئی ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہے..."

"لیجئے... یہاں ایک اور بات سننے میں آگئی... کوئی ارشاد لاکھانی کو قتل کرنا چاہتا ہے... کوئی سیٹھ عرباض کی کوٹھی سے پودا چرا کر لے گیا... ادھر کسی نے ان کے ملازم بالم نوشاہی کو قتل کر دیا ہے... لیکن نہیں... ان کے ملازم کو نہیں... بالم نوشاہی تو شاید خود مجرم کا ساتھی تھا... اس نے اسے اس خیال سے قتل کیا کہ وہ اس کے بارے میں کچھ نہ بتا دے... اور سیٹھ عرباض کو ابھی تک کسی نے قتل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ ہاں یہی پودا چرایا ہے۔"

"لیکن مجھ پر قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔" سیٹھ عرباض بولے۔

"اور ایسا اس پودے کے بیج ادھر لانے کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"ہاں! یہی بات ہے..."

"تب پھر وہ کون ہے..."

"یہی تو سوال ہے..."

اتنے میں ارشاد لاکھانی اور اس کے گھر کے افراد اوپر آگئے... ان کے چہرے زرد تھے...

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ کوئی آپ کو قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"میں نے ایک لمبے قد کے اور ایک بہت چھوٹے قد کے دو آدمیوں کو پائپ کے ذریعے اوپر چڑھتے دیکھا تھا... پائپ دراصل ایک کھڑکی کے بالکل ساتھ اوپر جا رہا ہے... وہ کھڑکی اس وقت کھلی تھی... ہم نے دیکھ لیا... لہٰذا ہم فوراً تہہ خانے میں اتر گئے۔"

"لیکن اس کوٹھی میں تہہ خانہ کیوں ہے..."

"ہم نے تو یہ کوٹھی خریدی تھی... جس نے بنوائی تھی... تہہ خانہ اس نے اپنی کسی ضرورت کے تحت بنوایا ہو گا... فروخت کرتے وقت اس نے بتا دیا تھا کہ اس کے نیچے تہہ خانہ ہے... سو ہم نیچے اتر گئے... وہ دونوں غالباً تلاش کر کے جب تھک گئے تو واپس چلے گئے۔"

"تب وہ وہی تھے... جنہوں نے سیٹھ عرباض کے پائیں باغ سے وہ پراسرار پودا چرایا اور پھر بالم نوشاہی کو قتل کیا... اب وہ آپ کو اور شاید سیٹھ عرباض کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔"

"لیکن کیوں... ہم نے اس کا کیا بگاڑا ہے۔"

"بگاڑا تو دراصل سیٹھ عرباض نے تھا... آپ تو بلاوجہ لپیٹ میں آگئے۔"

"کیا مطلب؟"

"جی ہاں! جب یہ افریقہ گئے تو سرکاری طور پر انہیں وہاں ایک کوٹھی رہائش کے لیے ملی تھی۔ اس کوٹھی میں ایک پائیں باغ

تھا... اس پائیں باغ میں وہ پودا موجود تھا... اس پودے کے بارے
میں انہیں یہ عجیب بات بتائی گئی کہ اس کی وجہ سے یا تو آدمی بہت مال
دار ہو جاتا ہے... یا پھر مشکلات میں گھر جاتا ہے... اب یہ تو وہاں غیر
ملکی تھے... ان کی اپنی کوٹھی تو تھی نہیں کہ اس پودے کو اکھاڑ کر
پھینک دیتے... انہوں نے اس کے بیج جمع کرنے شروع کر دیے...
اور اپنی ملازمت کی مدت پوری کرنے کے بعد ادھر آ گئے... وہ بیج
انہوں نے آپ کو دے دیے... یہی کہانی ہے نا۔" یہ کہتے ہوئے محمود
نے لاکھانی کی طرف دیکھا۔

"ہاں! بالکل... میں نے ان بیجوں کو بو دیا... لیکن صرف
ایک بیج اگ سکا... باقی نہیں اگے... اور اس طرح وہ ایک پودا تیار
ہوا... میں نے انہیں اطلاع دی کہ ان بیجوں میں سے صرف ایک بیج
اگ سکا ہے... یہ وہاں گئے اور سو پودوں کا آرڈر دیا... ساتھ ہی وہ پودا
رکھنے کا بھی اشارہ کیا..."

"آخر کیوں... سوال تو یہ ہے نا۔" فرزانہ بول پڑی۔

"کیا مطلب... آپ کس بات کا مطلب پوچھ رہے ہیں۔"

"آپ نے سو پودوں کا آرڈر کیوں دیا۔"

"تاکہ کسی کو معلوم نہ کہ میں وہ پودا نرسری سے لایا
ہوں۔"

"یہی تو ہم جاننا چاہتے ہیں... آپ کو کیسے معلوم ہوا... کہ
کوئی آپ کے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

"اب مجھے پوری بات بتانا ہو گی۔"

"یہی تو ہم اتنی دیر سے کہہ رہے ہیں۔" محمود نے منہ بنایا۔

"دراصل مجھے اس کوٹھی میں ہی دھمکیاں ملنا شروع ہو گئی
تھیں۔"

"کیا مطلب... افریقہ والی کوٹھی میں۔"

"ہاں... کوئی نامعلوم آدمی فون کرتا تھا... میں یہ کوٹھی
خالی کر دوں... یہ کوٹھی ان کے دیوتا کی ہے... دیوتا ناراض ہو
جائے گا... اگر آپ نے کوٹھی خالی نہ کی تو ہم آپ کا پیچھا کریں گے..
آپ کو نہیں چھوڑیں گے۔

ان باتوں نے ہمیں پریشان کر دیا... میں نے اپنے محکمے کو
اطلاع دی... محکمے نے وہاں کی حکومت سے بات کی... حکومت نے
ہماری حفاظت کے لیے مسلح پہرہ لگا دی... میں دفتر جاتا تو پہرے
دار ساتھ ہوتے... انہی پہرے داروں نے مجھے بتایا کہ دراصل وہاں
ایک قبیلہ آباد ہے... جو اس پودے کی پوجا کرتا ہے... اس پودے
کے نزدیک تک کسی کو نہیں جانے دیتا... اور نہ اس پودے کو
اکھاڑنے دیتا ہے... نہ اس کے بیج کسی کو اٹھانے دیتا ہے... اس
پودے کے بارے میں یہ بات بھی مشہور ہے کہ جس گھر میں وہ ہوتا
ہے... یا تو وہاں کا خاندان مشکلات میں گھر جاتا ہے... یا پھر بے
تحاشہ دولت مند ہو جاتا ہے... پہلے اس قبیلہ کا ایک آدمی اس کوٹھی
میں رہتا تھا... اس کی کوئی اولاد نہیں تھی... وہ مر گیا... تو کوٹھی

حکومت نے اپنے قبضے میں لے لی کیونکہ جب یہاں کوئی بے اولاد مر
جاتا ہے تو اس کی ساری جائیداد حکومت کی ہو جاتی ہے... اس طرح
کوٹھی حکومت کو مل گئی... لیکن اس میں جو پودا لگا ہوا تھا... وہ قبیلے
کے لوگوں کے لیے مسئلہ بن گیا... اب جو کوئی اس کوٹھی میں رہائش
کے لیے آتا... وہ اسے خبردار کر دیتے کہ اس پودے کو نقصان نہ
پہنچانا... نہ اس کے بیجوں کو ہاتھ لگانا... ورنہ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں
گے... یہ ہے کل کہانی... مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ میں نے اس کے
بیجوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور یہاں لے آیا... میرے آنے کے بعد
ظاہر ہے... ان لوگوں کو کوٹھی میں داخل ہونے کا موقع مل گیا ہو
گا... اور وہاں انہیں وہ بیج نہیں ملے ہوں گے... لہٰذا ان لوگوں نے
میری تلاش میں نکلنے کا فیصلہ کر لیا... ادھر میں نے یہاں خود کو چھپا
کر رکھا... اور وہ بیج لاکھانی کو دے دیے... ان بیجوں کے بارے میں بتا
بھی دیا کہ ہوشیار رہے... ادھر ان لوگوں نے بھی ہمارا سراغ لگانے
کے لیے نرسریوں کا جائزہ شروع کر دیا... اور جب لاکھانی کی نرسری
میں افریقی باشندے داخل ہوئے تو یہ ڈر گئے... ان کو روک بھی نہ
سکے... انہوں نے گھوم پھر کر پودے کو دیکھ لیا... وہ تو پودے کو دیکھ
کر چلے گئے... لاکھانی نے فوراً مجھے فون کیا... میں نے کہا کہ سو
پودے میری کوٹھی میں بھیج دیں اور وہ پودا بھی ان میں رکھ دیں...
اس طرح پودا یہاں آ گیا... لیکن دو دن بعد وہ اس پودے کو اڑا لے
گئے... میں گھبرا گیا... اور میں نے آئی جی صاحب کو فون کر دیا...

انہوں نے آپ کو بھیج دیا... اس کے بعد آپ خود یہاں موجود رہے
ہیں۔" یہاں تک کہہ کر سیٹھ عرباض خاموش ہو گئے۔
"اس کا مطلب تو پھر صرف یہ ہوا کہ یہ ساری کارروائی اس
قبیلے کے دو افراد کی ہے... جو آپ کی تلاش میں یہاں تک آ گیا... ان
میں سے ایک لمبا اور ایک چھوٹا۔"
"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔" سیٹھ عرباض نے کہا...
ارشاد لاکھانی نے بھی ان کی تائید میں سر ہلایا...
"اور ان کا دور دور تک پتا نہیں۔"
"یہ بات درست نہیں۔"
ایک آواز ابھری... وہ بری طرح اچھلے... پھر ان کی
آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں... جانے کس سمت سے نکل کر
لمبا اور چھوٹا ان کے سامنے آ گئے تھے اور ان کے چہروں پر گہری طنزیہ
مسکراہٹ ان کے رونگٹے کھڑے کر رہی تھیں۔

☆...☆...☆

خاطر

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے... پھر محمود نے سنبھل کر کہا۔

"بھئی واہ... آپ تو چھپے رستم نکلے۔"

"اس میں شک نہیں... ہم ہیں چھپے رستم ہی۔"

"آپ اس قدر صاف ستھری اردو کیسے بول لیتے ہیں... ہیں آپ افریقی۔"

"ہاں! ہم دونوں افریقی ہیں... ہیں بھی اسی قبیلے کے... جو اس گوارا تا کی پوجا کرتے ہیں۔"

"گوارا تا... کون گوارا تا۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ اس پودے کا نام ہے۔"

"اوہ اچھا خیر... تو آپ اس پودے کے پجاری ہیں... حیرت ہے... جب پودا سوکھ جاتا ہو گا... اس وقت آپ کیا کرتے ہوں گے۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ کوئی سوال نہیں... یہ سوکھتا نہیں... اسی لیے تو ہم اس

کو اپنا معبود مانتے ہیں۔" چھوٹے قد والے نے جواب دیا۔

"کم بخت کہیں کے... ہم یہاں ان باتوں کے لیے نہیں آئے۔"

"چلنے دیں... مزا آرہا ہے... ہمیں کیا جلدی ہے... یہ تو ہمارے لیے تر نوالہ ہیں۔"

"تر نوالہ... کک... کون؟"

"تم لوگ اور کون۔" لمبے نے ہنس کر کہا۔

"خیر... یہ تو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کون کس کے لیے تر نوالہ ہے..."

"ہم عرباض خاں سے اپنا پودا واپس لینے آئے تھے... سو ہم حاصل کر چکے... دوسرا کام ہمارا یہ تھا۔ عرباض خان کو ٹھکانے لگانا... سو ہم اب لگا رہے ہیں... ساتھ میں ارشاد لاکھانی بھی رخصت ہو رہے ہیں... رہ گئے تم لوگ... تم پسند کرو تو ہم تمہیں زندہ چھوڑنے کے لیے تیار ہیں، اس لیے کہ ہمارا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں... چھوڑنا اس لیے بھی ضروری ہے... کہ آپ لوگ اس پودے کے جاں نثاروں کی کہانی دنیا کو سنائیں۔"

"کیا مطلب؟"

"سچ یہی ہے... کہ یہ پودا جس گھر میں اگا لیا جائے... وہاں دولت کے انبار لگنا شروع ہو جاتے ہیں... اسی لیے ہم اس کو اپنے قبیلے سے باہر نہیں جانے دیتے... نہ اس کا بیج کسی کے ہاتھ لگنے دیتے

ہیں۔"

"تب پھر سیٹھ عرباض کے ہاتھ کس طرح لگ گئے۔" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس کوٹھی کا ملازم ساری خرابی کا سبب بنا... اس نے اس پودے کا راز عرباض کو بتا دیا تھا۔"

"سوال یہ ہے کہ پودا اس کوٹھی میں کیوں اگا ہوا تھا۔"

"وہ کوٹھی دراصل ہمارے قبیلے کے ایک فرد کی ہے... وہ اس نے حکومت کو کرائے پر دے رکھی ہے... جو سرکاری ملازم کسی دوسرے ملک سے آتا ہے... وہ اس کوٹھی میں اسے ٹھہراتے ہیں... پودے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا جاتا... ورنہ ایک دنیا اس پودے کے چکر میں پڑ جائے۔ اب یہ بھی ہماری درخواست ہے... اس کہانی کو یہیں دفن کر دیا جائے۔"

"او کے... لیکن ہماری ایک شرط ہے..." محمود نے کچھ سوچ کر کہا۔

"اور وہ کیا۔"

"آپ سیٹھ عرباض اور ارشاد لاکھانی کو کچھ نہیں کہیں گے..."

"اس سے کیا فرق پڑ جائے گا... کیا آپ ہمیں جانے دیں گے... جب کہ ہم عالم نوشاہی کو پہلے ہی ہلاک کر چکے ہیں۔"

"ارے ہاں! یاد آیا... اس بے چارے کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"کچھ قتل ہم شوقیہ بھی کر گزرتے ہیں... اسے ہم نے شوقیہ قتل کیا۔"

"اوہ! تب تو آپ واقعی نہیں جا سکتے۔"

"اور ہمیں آپ چھوڑنے کے لیے کیوں تیار ہیں..."

"ہمارے معبود کی کہانی سنانے کے لیے کوئی تو زندہ رہے۔" لمبے نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن ہمارا ایک اصول ہے... ایک طریقہ ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"ہماری موجودگی میں کوئی ایسا بھیانک جرم کرے تو ہم اس جرم کو ہونے سے روکنے کی پوری کوشش کرتے ہیں... چاہے کچھ بھی ہو جائے... ہمیں اپنی جان کی بازی کیوں نہ لگانا پڑے۔"

"اچھی بات ہے... لگاؤ جان کی بازی... چھوٹو... چل نکل میدان میں۔"

"آج یہ کام آپ نہیں کر لیتے۔"

"کم بخت کہیں کا دوڑ بڑا، سست ہوتا جا رہا ہے... نکل۔" اس نے غرا کر کہا۔

"لیجیے... نکل آیا... اب ان سورماؤں کو بھی تو میدان میں نکالیے۔" وہ ہنسا۔

"ان کا کیا ہے... تم سیٹھ عرباض پر وار کرو... یہ خود وار روکنے کے لیے آگے آئیں گے۔"

"اوہ ہاں! یہ تو ہم بھول ہی گئے۔"

یہ کہہ کر چھوٹا آگے آگیا... پھر اس کی انگلی پستول کے ٹریگر پر دباؤ ڈالتی نظر آئی... اب محمود حرکت میں آیا... اس نے بجلی کی سی سرعت سے پستول نکال لیا اور ساتھ ہی اس نے فائر کر دیا... پستول اس کے ہاتھ سے نکل گیا...

"ارے! یہ کیا ہوا؟" چھوٹا ہنسا۔

"ایک فائر اس کم بخت پر بھی کر دیں... تاکہ اس کا کام تمام ہو جائے..." لمبے نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں... یہ لیں۔" محمود نے ہنس کر کہا اور فائر کر دیا لیکن دوسرا لمحہ ان کے لیے حیران کن تھا...

چھوٹا جوں کا توں کھڑا مسکرا رہا تھا... وہ تو یہ بھی نہ سمجھ سکے کہ اس نے گولی کا وار کس طرح بچایا تھا... کیا اس نے حرکت کی... یا کیسے کی... وہ نہ جان سکا۔

"خبردار!" فرزانہ چلائی۔

"ہاں واقعی... خبردار۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"فکر نہ کرو... میں بے خبر تھا۔"

"مطلب یہ کہ اب جو تم فائر کرو گے... وہ چھوٹے کو لگے گا۔"

"ہاں! کیوں نہیں۔"

"ذرا چلانا گولی۔" لمبا ہنسا۔

محمود نے اس بار خوب سوچ سمجھ کر فائر کیا... نشانہ بھی اس کے سینے کا لیا... لیکن ایک بار پھر وہی ہوا... وہ اس کو حرکت کرتے بھی نہ دیکھ سکے... اور گولی سے وہ صاف بچ گیا۔

"یہ... یہ کیا ہوا؟" فاروق اور فرزانہ چلا اٹھے... ان کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پھیل گئیں:

"وہی ہوا... جس کا ڈر تھا۔" لمبا ہنسا۔

"کیا مطلب؟"

"صورت حال اس وقت کی پہلے سن لیں۔" چھوٹا بولا۔

"صورت حال۔" ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! صورت حال... وہ یہ ہے کہ اس کوٹھی کے تمام دروازے باہر سے بھی اسی طرح بند ہیں جس طرح اندر سے... دروازے کمزور نہیں ہیں... ان کو تم سب مل کر بھی نہیں توڑ سکتے... فون کے تار بھی کاٹ دیے گئے ہیں... رہ گیا موبائل... اس کو استعمال کرنے کی مہلت ہم دیں گے کیوں... تم لوگ دراصل اس خیال میں رہتے ہو کہ تمہارے مقابلے میں تم سے زیادہ ماہر بھلا کہاں آئے گا... یا جن فنون کے تم ماہر ہو... ان کا ماہر کوئی اور کہاں ہو سکتا ہے... لہٰذا تم سمجھتے ہو... گولیوں کے وار سے بچنے کا فن بس تم لوگوں کو آسکتا ہے... لیکن آج۔" چھوٹا کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن آج کیا۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"لیکن آج ہم تم لوگوں کو بتائیں گے... دنیا میں ایک سے

بڑھ کر ایک موجود ہے... آج تمہیں اپنی نانی یاد آجائے گی... تمہاری سٹی گم ہو جائے گی... وغیرہ وغیرہ۔"

"اور یہ وغیرہ وغیرہ آپ کہاں سے لے آئے جناب۔"

"یہ وغیرہ وغیرہ اردو زبان کی لغت سے لے آئے ہیں ہم... تم فکر نہ کرو۔"

"پروگرام کیا ہے۔"

"پروگرام تو اب تک بتا چکے ہیں اور کیا بتائیں... بس یوں سمجھ لیں... ہم اپنے دیوتا کے چور کو اس سرزمین پر زندہ نہیں رہنے دیتے، وہ دنیا کے کسی کونے میں چلا جائے... ہم اسے تلاش کر کے رہتے ہیں اور تلاش کرنے کے بعد موت کے گھاٹ ضرور اتارتے ہیں... یہاں ہم نے سیٹھ عرباض کو تلاش تو کر لیا تھا لیکن اس نے تم لوگوں کو بلا لیا... ادھر ہم نے تم لوگوں کی بہت تعریف سن رکھی تھی... سوچا... ذرا مزا رہے گا... اس لیے معاملات کو پراسرار بناتے چلے گئے... بالم نوشاہی کا قتل معاملے کو اور پراسرار بنانے کے لیے کیا... اور اب سیٹھ عرباض کو قتل کریں گے... تم لوگوں کی آنکھوں کے سامنے کریں گے... تم اپنے پستول خالی کرنا چاہتے ہو... کر لو۔"

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"ہمارا خیال ہے... تم صرف ڈینگیں مارنا جانتے ہو... تم نے دراصل بلٹ پروف لباس پہن رکھا ہے۔"

"نہیں... یہ غلط ہے... تم نزدیک آکر چیک کر سکتے ہو۔"

"کیا واقعی۔" فرزانہ مسکرائی۔

"ہاں آکر دیکھ لو... پھر اپنی پوزیشن پر چلے جانا... ہمیں کوئی اعتراض نہیں... آج کے دن تمہیں پوری چھٹی ہے... جس طرح چاہے... لڑو... مقابلہ کرو... ہاتھوں سے لڑنا چاہتے ہو... ہاتھوں سے لڑ لو۔"

"بھئی... بہت مدت بعد ملی۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"کیا چیز بہت مدت بعد ملی؟" چھوٹو نے حیران ہو کر کہا۔

"کھلی چھٹی..." فاروق نے فوراً کہا۔

"اس میں شک نہیں... تم لوگ ہر قسم کی صورت حال میں اپنے حواس قائم رکھتے ہو... تم لوگوں کی کامیابیوں کی یہی وجہ ہے... لیکن ہمارے مقابلے میں تم لوگوں کی دال پھر بھی نہیں گلے گی... کیونکہ ہم تمہاری نسبت کہیں زیادہ حواس قائم رکھنے کے عادی ہیں۔"

"میرا خیال ہے... باتیں بہت کر چکے آپ... اب کوئی کام بھی دکھائیں۔"

"پہلے تم اپنے پستولوں کی طاقت کو آزما لو۔"

"اوہ ہاں... اچھا... ٹھیک ہے۔"

اور پھر انہوں نے خوب نشانے باندھ باندھ کر ان پر فائر کیے... ایک ایک کر کے گولیاں بھی چلائیں اور پے در پے بھی... لیکن وہ کسی گولی کی زد میں نہ آئے... یہاں تک کہ فرزانہ نے اعلان کرنے کے انداز میں کہا۔

"افسوس... میرا پستول خالی۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا پستول زمین پر گرادیا۔

"لیکن ابھی میرے پستول میں چند گولیاں ہیں۔" محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کرلیں... آپ بھی فائر کرلیں۔" لمبا ہنسا۔

محمود نے تاک تاک کر فائر کیے اور پھر جھلا کر پستول پھینک دیا۔

"یہ بھی خالی۔" وہ بولا۔

"فکر نہ کرو... یہ میرے ہاتھوں مرنے کے لیے اس طرف آئے ہیں۔" فاروق نے کہا اور پھر لمبے کے دل کا نشانہ لے کر فائر کر دیا... وہ بہت آسانی سے اس وار کو بچا گیا... اب جو فاروق نے ٹریگر دبایا تو اس سے کوئی گولی نہ نکلی... خالی ٹریگر چلنے کی آواز سنائی دی۔

"یہ بھی گیا۔" فاروق نے منہ بنایا اور اس کو پھینک دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔" وہ ہنسا۔

"ابھی ہمارے ہاتھ سلامت ہیں۔"

"ابھی ٹوٹ جائیں گے۔" چھوٹا پہلی بار سرد آواز میں بولا۔

"کیا مطلب؟" تینوں ایک ساتھ بولے۔

"کس بات پر حیرت ہے۔" چھوٹے نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اب تک تو آپ دونوں بہت خوش گوار موڈ میں نظر آتے

رہے ہیں... پھر اب یہ غصہ کیسا؟"

"غصے کی بھی ایک ہی کہی... بھئی واہ غصہ تو کسی بات پر بھی آسکتا ہے۔" لمبا زور سے ہنسا۔

"کک... کیا... کیا مطلب؟"

وہ بری طرح چلائے... ایسے میں ان کی نظریں سیٹھ عرباض پر پڑیں... وہ دھک سے رہ گئے... سارے زمانے کی حیرت گویا ان کی آنکھوں میں سمٹ آئی۔

☆...☆...☆

اور وہ

سیٹھ عرباض کے چہرے پر اس وقت انہوں نے ایک طنزیہ مسکراہٹ صاف دیکھی تھی... وہ لرز کر رہ گئے۔

"سیٹھ عرباض... یہ... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔"

"وہی... جو ہم دکھانا چاہتے ہیں۔" سیٹھ عرباض ہنسا۔

"کک... کیا مطلب؟"

"اب انہیں مطلب بتاؤ۔" ارشاد لاکھانی بھی اسی کے انداز میں ہنسا۔

"اوہ... تو آپ بھی... ان کے ساتھی ہیں۔"

"ہاں... کیوں نہیں۔"

"اور یہ پودے کی کہانی سب ڈراما ہے... ہمیں اس ڈرامے کی زد میں گھیر کر یہاں لایا گیا ہے۔"

"بہت دیر بعد درست بات سمجھے ہو۔" وہ طنزیہ انداز میں بولے۔

"جب پلے کچھ بھی نہیں بچا..." ارشاد لاکھانی نے بھی ہنس کر کہا۔

"گگ گویا... ہم بری طرح پھنس چکے۔" محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! لیکن ایک افسوس ہے..." چھوٹو نے پستول نکال کر ان کی طرف تانتے ہوئے کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"اس وقت یہاں انسپکٹر جمشید نہیں ہیں۔"

"اس بات پر تمہیں خوش ہونا چاہیے... وہ ہوتے تو اس وقت صورت حال اور ہوتی۔"

"غلط خیال ہے تم لوگوں کو... انسپکٹر جمشید بھی اس وقت ہمارے سامنے مجرموں کی طرح کھڑے ہوتے۔" لمبا ہنسا... اس وقت تک وہ بھی پستول ہاتھ میں لے چکا تھا۔

"اب ہمیں اس کیس کو لمبا نہیں کرنا چاہیے۔"

"کیوں... ہمیں تو مزا آ رہا ہے... بلی چوہے کے کھیل میں ہمیں ہمیشہ بہت مزا آتا ہے۔"

"لیکن اس کھیل میں کبھی کبھی چوہا بلی کے پنجوں سے نکل کر بل میں بھی جا گھستا ہے... اس وقت بلی اپنا سا منہ لے کر رہ جاتی ہے اور افسوس کرتی ہے کہ کیوں اس نے چوہے کو اتنی مہلت دی... کیوں اتنی ڈھیل دی... کیوں اس سے کھیلی کودی... کیوں قابو میں آتے ہی اسے لقمہ نہ بنا ڈالا... بلی اس وقت یہ سوچتی ہے..."

"اوکے... ہمارے صاحبوں کی مرضی یہی ہے تو یونہی

سی۔"

"اس کا مطلب ہے... پودے کی کہانی تمام کی تمام فرضی تھی۔"

"ہاں! بالکل... بس تم لوگوں سے ہمیں خدا واسطے کا بیر ہے... سوچا... تم سے ایک عدد پنگا لے کر دیکھیں... ذرا مزا رہے گا... سو ہم نے مل بیٹھ کر یہ سارا پروگرام ترتیب دیا۔"

"تت... تو... تو پھر... بالم نوشاہی کا قتل... وہ کس کھاتے میں جائے گا۔"

"اس نے درمیان میں لات ماردی تھی... وہ ڈر گیا تھا اور ہمیں بھی روک رہا تھا... کہ کہیں بلاوجہ پھانسی کا پھندا اگلے میں نہ ڈال لیں... بس اس لیے ہم نے سوچا... کیوں نہ پہلے اس کا کانٹا نکال دیا جائے۔"

"اوہ اوہ۔" وہ بولے۔

"اب ہمارے ساتھی کا کہنا ہے... بلی چوہے کا یہ کھیل زیادہ دیر تک جاری نہیں رہنا چاہیے... کہیں چوہے نہ نکل جائیں... لہٰذا اب تم تینوں جاؤ اور یہ تمہارا ساتھی بھی بہت وفادار بنا پھرتا ہے۔"

"ایک منٹ..." محمود چلا اٹھا۔

"بس... موت کو سامنے دیکھ کر ڈر گئے۔" لمبا ہنسا۔

"نہیں... بلکہ۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"بلکہ کیا۔"

"پہلے آپ ہم تینوں کو نشانہ بنائیں... ہمارے انکل کو بعد میں۔"

"چلو ہم تمہاری یہ خواہش... یعنی آخری خواہش بھی پوری کر دیتے ہیں۔"

اب انہوں نے ان تینوں کا نشانہ لیا... اور پھر ٹریگر دبا دیے... ساتھ ہی وہ چاروں گرے... اور پھر چار عدد چیخیں گونج اٹھیں...

چھوٹو... لمبو اور ان کے دونوں ساتھی ہاتھ پکڑے نظر آئے... ان کے ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا اور پستول ہاتھوں سے کب کے نکل چکے تھے... بہتا ہوا یہ خون ان سے یہ کہہ رہا تھا۔

"یہ ہے پنگا لینے کا انجام... اور انسانی خون سے بلاوجہ ہاتھ رنگنے کا نتیجہ... محمود، فاروق فرزانہ اور اکرام کے ہاتھوں میں پستول تھے اور چہروں پر مسکراہٹیں۔

"یہ... یہ سب کیسے ہوا۔" لمبو کے منہ سے نکلا۔

"کم بخت کہیں کے... مروا دیا نا... میں نے کہا تھا نا... بلی چوہے کا کھیل نہ کھیلو۔"

"لل... لیکن... ان کے پستول تو خالی ہو گئے تھے۔"

"ہاہاہا..." فاروق مصنوعی ہنسی ہنسا۔

"بے وقوفو... ہم نے منہ سے خالی ٹریگر دبنے کی آوازیں نکالی تھیں... آخری مرتبہ ٹریگر دبائے نہیں تھے... لہٰذا ان میں ایک

ایک گولی چلائی تھی... اور انکل اکرام نے تو ابھی اپنے پستول کو آزمایا ہی نہیں تھا۔"

"نن... نہیں... نہیں۔" وہ چلائے... اب ان کی آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا۔

"اب نہیں نہیں جیل میں کہہ لیا کرنا... بہت عمر پڑی ہے نہیں نہیں کہنے کے لیے۔" فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا...

"دھت تیرے کی... وہاں یہ صرف نہیں نہیں نہیں کیا کریں گے..."

"تب پھر اور کیا کیا کریں گے۔"

"ہاں ہاں کیا کریں گے۔"

"ہے کوئی تک اس بات کی۔" فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"ہاں کیوں نہیں... جب نہیں نہیں کہتے کہتے تھک جایا کریں گے تو ہاں ہاں کہنا شروع کر دیں گے۔"

"ارے وہ تو رہ ہی گئی۔" اچانک فاروق کے منہ سے نکلا۔

"وہ... وہ کیا؟" محمود اس کی طرف مڑا۔

"ان... انگلی۔"

"اوہ... وہ کوئی بات نہیں... یہ لوگ قاتل قسم کے لوگ تو ہیں ہی.. کسی لاش کی کاٹ کر رکھ لی ہو گی... سسپنس پھیلانے کے لیے.. فریزر میں ایسی چیز محفوظ رکھنا آج کل کیا مشکل ہے... اب یہ کمرۂ امتحان میں اگل دیں گے... کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔"

"چلو پھر... چھٹی ہو گئی... اوہ ارے ہائیں... اس کیس میں اب تک ابا جان تو شریک ہو ہی نہیں سکے۔" فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"بہت جلد خیال آیا۔" فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"چلو آ تو گیا... تمہیں تو وہ بھی نہیں آیا۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"کک... کیا نہیں آیا..." اکرام بے خیالی کے عالم میں بولا۔

اور وہ مسکرانے لگے۔

آئندہ ناول کی ایک جھلک

موت اور صرف موت

مصنف.........اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 693

- انسپکٹر جمشید کے بچے مجھے چاہئیں... انھیں اغوا کر کے میرے پاس لے آؤ۔
- پراسرار باس کا حکم کارکنوں کو ملا...
- چار پستول بردار جب محمود اور فاروق کی طرف بڑھے...
- اور اس وقت وہ نیشنل پارک میں تھے۔
- لیکن... ان کے ہاتھوں میں پستول نہیں تھے۔
- ایسے میں محمود اور فاروق نے اپنی اپنی نوٹ بک میں ایک ایک جملہ لکھا۔
- وہ جملہ کیا تھا... آپ مسکرا دیں گے۔
- انسپکٹر جمشید ایوان صدر میں۔
- صدر صاحب نے انھیں ایک بہت خوفناک خبر سنانے کے لیے بلایا تھا...
- وہاں اس وقت چار آدمی موجود تھے۔
- چار میں سے ایک نے ایک خوفناک خبر سنی...
- اس خوفناک خبر کے بعد... انسپکٹر جمشید کو کیا نظر آیا۔

انداز بک ڈپو

قیمت: 18روپے

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

آئندہ ناول کی ایک جھلک

فورس کی تباہی

مصنف.........اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 694

- ایک عجیب ناول... بلکہ بہت زیادہ عجیب۔
- اس کا آغاز بھی حد درجے عجیب... اور آخری صفحات تو عجیب تر...
- آپ کو یہ ناول پڑھتے وقت عجیب سا احساس ہوتا رہے گا۔
- لیکن آپ جان نہیں سکیں گے... چکر کیا ہے۔
- اور جب چکر سمجھ میں آنے لگے گا تو آپ اور الجھ جائیں گے۔
- لیکن... اپنا پروگرام آپ کو الجھانا نہیں... سلجھانا ہے۔
- اور یہ سلجھانا کام ہے کرداروں کا... لیکن۔
- لیکن کردار تو اس ناول میں خود الجھ گئے۔
- اس حد تک کہ کیا کبھی الجھے ہوں گے۔
- اس ناول کے بارے میں کوئی واقعاتی جھلک نہیں دی جا سکتی... لہٰذا انھی جملوں پر گزارا کریں... اور ناول کا انتظار کرنے کے لیے بے چین ہو جائیں۔
- گویا... آپ کو بے چین ہونے کی دعوت دی جاتی ہے...

انداز بک ڈپو

قیمت: 18روپے

9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

آئندہ ناول کی ایک جھلک

فائل کے قیدی

مصنف .... اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید، آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی

برادرز سیریز

ناول نمبر 695

- فورس کی تباہی سے شروع ہونے والے ناول کا دوسرا حصہ۔
- حیرت، خوف، سسپنس اور عجیب ترین ناول۔
- بہت مدت بعد ایک ناول نے خود بخود پھیلاؤ اختیار کر لیا۔
- اور میں اسے اگلے حصے تک لے جانے پر خود کو مجبور پانے لگا۔
- اس حصے میں انسپکٹر کامران مرزا بھی شامل ہو رہے ہیں۔
- لیکن کس انداز اور کس رنگ میں، آپ کی دلچسپیاں اور بڑھتی نظر آئیں گی۔
- اور ناول پوری طرح آپ کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔
- آپ بار بار سوچیں گے، ناول آخر ہے کیا... اس قسم کا ناول تو ہم نے آج تک نہیں پڑھا... نہ سنا۔
- ایک عجوبہ ناول...
- کیا انسپکٹر کامران مرزا پارٹی کی دال گل سکی۔
- آفتاب، آصف اور فرحت کی شوخیاں...
- انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کن حالات میں ہوئی۔
- رونگٹے کھڑے کر دینے والا ناول

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور

قیمت: 18روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

اناشا کا وار

مصنف .... اشتیاق احمد

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید، آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی

برادرز سیریز

ناول نمبر 696

- فورس کی تباہی اور اس کے بعد..
- فائل کے قیدی میں بھی جب اس ناول کو ختم نہ کیا جا سکا تو مجبوراً اس کو اناشا کا وار تک لے جانا پڑا۔
- ایک ہولناک ناول... تیسرے حصے میں شوکی برادرز بھی شامل۔
- ملک کے صدر شوکی برادرز کو بلاتے ہیں۔
- لیکن کیسے... اور جو لینے گیا... اس نے شوکی برادرز کے ساتھ کیا سلوک کیا
- شوکی نے اناشا کے وار کا مقابلہ کیسے کیا۔
- آپ دھک سے رہ جائیں گے۔
- ایک ایسا ناول جو آپ کو کسی کروٹ بیٹھتا نظر نہ آئے گا۔
- ناول میں سسپنس ہر لمحے آگے بڑھتا نظر آئے گا۔
- اور آپ کہہ اٹھیں گے... یہ تو بیٹھے بٹھائے ایک عدد خاص نمبر بن گیا۔
- لیکن... میں اس لیکن کے بعد کچھ بھی نہیں کہوں گا... کیونکہ...
- سوری! میں تو اس کیونکہ کے بعد بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور

قیمت: 18روپے

آپ کے خطوط

ڈیئر اشتیاق احمد

السلام علیکم!

انکل آپ نے لارنس کالج کا نام تو سنا ہوگا۔ میرا اس میں داخلہ ہوا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میرا خط پانے کے بعد میری کامیابی کی دعا کریں گے۔ انکل میں آپ کو پہلے بھی خط لکھ چکا ہوں لیکن جواب نہیں ملا۔ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے خط لکھا ہو لیکن مجھے نہیں ملا یا پھر آپ نے جواب نہ لکھا ہوا۔ اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ یا تو آپ کو ٹائم نہ ملا ہو یا لکھا ہو تو کہیں رکھ کر بھول گئے ہوں۔ خیر اس بات کو چھوڑیے پہلے خط میں آپ سے میں نے گزارش کی تھی کہ آپ نے اب تک جتنے ناول لکھے ہیں، ان کی فہرست مجھے دے دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ناول لکھنے کی زبردست صلاحیت دی ہے۔ جو چیزیں آپ کے دماغ آتی ہیں وہ کسی اور کے دماغ میں نہیں آتی۔ میں نے 8 سال کی عمر میں آپ کا ناول پہلی بار پڑھا تھا۔ جس کا نام کمرہ 420 تھا۔ اس وقت سے مجھے آپ کے ناول پڑھنے کا شوق ہوا تھا۔ جب میں ناول پڑھتا ہوں تو امی، ابو کہتے ہیں کہ یہ وقت ضائع کرنے کے برابر ہے تو میں انہیں بتاتا کہ آپ اپنے ناول میں بہت سی دینی باتیں بتاتے ہیں۔ جو اور کوئی نہیں بتاتا۔ مثلاً آپ

نے اپنے ایک ناول فرنان لاء میں بتایا ہے کہ اور وہ بھی ایک حدیث
سے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ زمین سمیت سات زمینیں ہیں اور ہر
ایک میں تم موجود ہو۔ یہ بات مجھے پہلے نہ پتا تھی۔ لیکن پھر آپ کے
ناول کے ذریعے پتا چلی۔ آپ کا کوئی ناول پسند نہیں آیا تو "دشمن
چٹانیں" کیونکہ اس میں کوئی اختتام نہیں تھا، آپ کے بہت اچھے
ناول "اغوا کی ملکہ" "دنیا کے اس پار" "دنیا کے قیدی" "قلعے کی
قیدی" "جزیرے کا سمندر" "خونی قید" "جن + شیطان" ہیں۔ مجھے
آپ کے ناولوں کی فہرست چاہیے تاکہ جو میرے پاس نہیں ہیں، وہ
میں خرید سکوں۔ آپ کا ایک اور ناول جو مجھے بہت پسند آیا ہے اس کا
نام "بلیک ہول" ہے۔ انکل مجھے آپ سے شکایت ہے کہ آپ نے
جیرال کا کام تمام کروادیا، وہ بھی ایک عورت کے ذریعے۔ میری
خواہش تھی کہ آپ جیرال تب تک لیکر جاتے جب تک آپ ناول
لکھنا بند نہ کر دیتے۔ مجھے پتا ہے کہ اپنے ناولوں کی فہرست دینا بہت
مشکل ہے۔ لیکن میں آپ کا بہت احسان مند ہوں گا۔ بس اب میں
آپ سے آگے اور کیا گزارش کروں۔ ہاں میں اپنا نیا پتا دے دیتا ہوں
آپ اس پر خط لکھنا۔

ASAD ZIA

CLASS 9th A IQBAL HOUSE LAWRENCE

COLLEGE,GHORA GALI, MURREE.

اچھا جی اب میں کرتا ہوں اپنے خط کا اختتام۔ کہیں آنہ جائیں
سر اختشام۔

والسلام
آپ کا قاری
اسد ضیاء۔ مری

محترم جناب اشتیاق احمد صاحب
السلام علیکم!
گزارش ہے کہ میں آپ کے ناول پڑھنے کا پرانا قاری ہوں
اور خریدار بھی ہوں۔ اور آپ کے ناول بذریعہ ڈاک (فیاض بان سٹور
میلسی) کے ایڈریس پر مجھے ہر ماہ مل جاتے ہیں۔ لیکن اب تقریبا تین
چار میں سے میں آپ کے بھیجے ہوئے ناول نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ میری
آنکھوں کی بینائی بہت کم ہو گئی ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے ناول پڑھنے
سے بالکل منع کر دیا ہے۔ اور خود میرے گھر والے مجھے ان ناولوں کی
وجہ سے سخت ڈانٹتے رہتے ہیں۔ اور مجھے ناول بالکل نہیں پڑھنے دیتے
اور تقریبا تین چار ماہ سے ناول مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنے پاس
چھپا لیتے ہیں اور پھر پھاڑ دیتے ہیں۔ محترم اشتیاق صاحب ان تمام
حالات کو سامنے رکھتے ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں خود ہی
ناول پڑھنا چھوڑ دوں اور جب تک بینائی درست نہ ہو جائے اس وقت
تک ناول نہ پڑھوں لہٰذا آپ سے نہایت مودبانہ گذارش ہے کہ
مہربانی کر کے اگلے ماہ یعنی جولائی کے ناول نہ بھیجیں اور اپنے

رجسٹر سے میرا نام خارج کر دیں۔ تاکہ میں اپنی آنکھوں کا مکمل علاج
کرلوں۔ اللہ کے فضل و کرم سے جب میری آنکھوں کی کمزوری ختم
ہو جائے گی۔ تو میں انشاء اللہ آپ کو دوبارہ لیٹر لکھ دوں گا اور ناولوں کا
سلسلہ شروع کردوں گا۔

والسلام
آپ کی ترقی کے لئے دعاگو
محمد فیاض

محترم انکل اشتیاق احمد
آداب!

سب سے پہلے تو کچھ عرصہ غیر حاضری کی معذرت چاہوں
گا۔ کیونکہ کچھ ذاتی مصروفیت کی وجہ سے خط نہ لکھ سکا۔ اور سنائیں
انکل کیا حال احوال ہیں، انکل آپ نے میری تجویز (شانِ صحابہؓ)
مضمون نویسی والی پسند کی شکریہ۔ مگر یہ نہیں لکھا تھا کہ آپ یہ مقابلہ
کب سے شروع کر رہے ہیں۔ انکل ایک اہم بات کہ آج کل مغربی
ممالک بڑا پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ طالبان نے عورت کو حقوق نہیں
دیئے۔ وہاں عورت کے حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ اور ان کا ساتھ کچھ
یہاں کے بے ضمیر اور بے غیرت بھی دے رہے ہیں۔ انکل میں آپ
کے رسالے کی وساطت سے یہ بات ان تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ جتنے
حقوق عورت کو اسلام نے دیئے ہیں۔ دنیا کے کسی اور مذہب نہیں
دیئے آؤ 14 سو سال پہلے کے حالات تمہیں بتاتا ہوں۔ ابھی اسلام

نہیں پھیلا تھا۔ جہالت کا دور دورہ تھا۔ انسانیت ذلت کی پستیوں میں
گھری ہوئی تھی۔ ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرے تھے۔ ایسے میں
حضور ﷺ نے اسلام کا اعلان کیا۔ ایک دفعہ ایک شخص آکر حضور
ﷺ سے کہتا ہے۔ حضور ﷺ کیا مجھے معافی مل سکتی ہے۔ میں نے
ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ یہ گناہ زمین و آسمان سے بڑا ہے۔ حضور
ﷺ نے پوچھا کہ تو نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ابھی اسلام کا نور نہ
پھیلا تھا۔ میں ابو جہل کا پیروکار تھا۔ میرے گھر بچی پیدا ہوئی۔ اس کو
دفن کرنے کا مجھے حوصلہ نہ ہوا۔ میری بچی چار سال کی ہو گئی۔ ایک
دن مکے کے چوک پر ابو جہل نے میرا گریبان پکڑ لیا۔ اور کہا کہ
تیرے گھر میں بچی چار سال کی ہو گئی۔ مگر ابھی تک تو نے اسے دفن
نہیں کیا، آج میرے رضا کار آئیں گے اور اس کو لے جا کر دفن
کر دیں گے۔ پھر میں نے خود ہی اس کو دفن کرنے کا ارادہ کر لیا۔ گھر
آکر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچی کو تیار کر دو۔ تاکہ اسکو اسکے
ماموں کے گھر چھوڑ آؤں۔ کیونکہ ابو جہل سے خطرہ ہے۔ پھر میں
نے بچی کو ساتھ لیا۔ ساتھ ایک کدال بھی رکھ لی، اور جنگل میں لے
جا کر گڑھا کھودنا شروع کیا۔ میں نے گڑھا مکمل کر کے بچی کو بالوں سے
پکڑ کر گھسیٹ کر گڑھے میں پھینک دیا بچی رو رہی تھی۔ مگر مجھے ترس
نہ آیا۔ وہ واسطے دیتی رہی۔ مگر میں نے ریت کا ایک تودہ اس کے سینے
پر رکھا اور اس کو دفن کر دیا۔ آج چالیس دن ہو گئے۔ میں رات کو سو

نہیں سکا۔ میں جب لیٹتا ہوں۔ وہ بچی میرے سامنے آکر کہتی
ہے۔ ابا جان قیامت کا دن ہوگا۔ تیرا گریبان ہوگا۔ میرا ہاتھ ہوگا
رسول اللہؐ کی عدالت ہوگی۔ پھر میں پوچھوں گی کہ میرا قصور کیا تھا
۔مجھے کس جرم میں زندہ دفن کیا گیا۔ یہ کہہ کر جب اس شخص نے سر
اوپر اٹھایا تو دیکھا کہ میرے نبیؐ رو رہے ہیں۔ آنسو موتیوں کی طرح
آنکھوں سے گر رہے ہیں۔ صحابہؓ رو رہے ہیں۔ مجھے بتایا جائے۔
میرے نبیؐ کی آنکھوں میں آنسو کیوں آئے۔ حضورؐ کیوں روئے۔
صحابہؓ کیوں روئے۔ حضورؐ نے روتے ہوئے کہا۔ بدبخت وہ رو رہی تھی
تجھے ترس کیوں نہ آیا۔ وہ چلاتی رہی، تجھے ترس کیوں نہ آیا۔ وہ واسطے
دیتی رہی۔ تجھے ترس نہ آیا۔ تو نے زمین آسمان ہلا دیئے مگر تجھ کو ترس
نہ آیا۔ تیرا گناہ بہت بڑا ہے۔ مگر میں اس سے بھی بڑی رحمت لے کر
آیا ہوں۔ اس لئے میں محمدؐ یہ اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو شخص دو بچیوں
آپ کے متعلق پوچھا مگر اس نے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ کئی دوستوں
سے کئی قسم کی افواہوں کا سامنا ہوا کہ اشتیاق بھائی کے ساتھ یہ
ہوگیا... یہ ہوگیا... یہ ہوگیا... مگر میرے دل کو تسلی نہ ہوئی۔ میں
نے آپ کی پرانی کتابوں سے فون نمبر لکھ لیے۔ پہلے میں نے لاہور
321537 پر فون کیا مگر یہ خالی تھا۔ اس کے بعد جھنگ کا نمبر ڈائل
کیا (3295) یہاں ایک صاحب نے فون اٹھایا اس نے بھی لاتعلقی کا
اظہار کیا۔ آخر اس نے آپ کا فون نمبر بتا دیا۔ فون نمبر ملتے ہی میں نے

آپ کو جلدی سے فون کیا۔ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کیا کہ خدا کا
شکر ہے کہ آپ کے بارے میں ساری افواہیں غلط ثابت ہوئیں۔
آپ سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔
دل کی تہہ سے خوشی ہوئی۔ اور آپ نے مجھے کتب منگوانے
کا پتا بتایا۔ اب میں اسی دن خط لکھ رہا ہوں اور زندگی میں پہلی مرتبہ
کسی کو خط لکھ رہا ہوں۔ اشتیاق انکل آپ مجھے چھٹے مہینے کی جسی بھی
سیریز ہیں۔ جیسے جمشید سیریز، کامران سیریز، شوکی سیریز بھیج دیں۔
جو اس ماہ کی ہوں یہ سیریز آپ مجھے چھٹے مہینے کی بھیجیں گے۔ کتب
کے ملنے پر پیسے پوسٹ مین کو مل جائیں گے، اس کے علاوہ کوئی بھی
تین کتب پرانی بھیج دیں۔ یا 100 کے اندر جتنی بھی کتب میسر آسکیں
بھیج دیں۔ میں اپنا پتہ لکھا دیتا ہوں۔ اس پتے پر آپ کتب بھیج دیں۔
نوٹ: ان کتب کے ملنے کے بعد ہو سکتا ہے کہ میں آپ کا
سالانہ قاری بن جاؤں۔
کی کفالت کرلے اور پال پوس کر احسن طریقے سے ان کی شادی
کردے۔ میں محمدؐ اس کے لیے جنت کا اعلان کرتا ہوں۔ حضورؐ نے
لوگوں کو بتایا کہ عورت ماں ہو تو محترم ہے۔ اس کے قدموں تلے جنت
ہے۔ بیٹی ہو تو محترم ہے۔ بہن ہو تو محترم ہے۔ بیوی ہو تو محترم
ہے۔ اسلام سے پہلے تو عورت کو کوئی مقام حاصل نہ تھا۔ مگر اسلام
نے عورت کو وہ مقام دیا جو دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیا۔ میرا یہ
چیلنج ہے کہ اسلام سے زیادہ مقام عورت کو کسی مذہب میں حاصل

نہیں۔ اس لیے آج سے طالبان پر یہ بہتان طرازیاں بند ہونی چاہیں۔
یہ الزام تراشیاں ختم ہونی چاہیں۔

محترم انکل آپ بتائیں آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا میرا یہ خط کسی ناول میں شائع ہو گا یا نہیں۔ ہو سکے تو شائع کر کے میرے یہ خیالات لوگوں تک پہنچا دیں۔ اجازت چاہوں گا۔

والسلام

مرزا اورنگ زیب

بلاک نمبر 4 گلی نمبر 4 ڈنیڈی ٹیلرز چیچاوطنی ضلع ساہی وال

پیارے اشتیاق احمد انکل

السلام علیکم!

خدا کرے آپ خیریت سے ہوں۔ میں اکثر لائبریری سے آپ کی پرانی کتابیں پڑھتا رہا۔ جب پڑھ چکا تو دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ آپ کے نئے ناول پڑھوں۔ اس سلسلے میں میں نے لائبریری سے

فقط آپ کا قاری

سید تنزیل اشفاق

گھر نمبر B112 یسبر کالونی بالمقابل خواتین دستکاری سنٹر انڈسٹریل اسٹیٹ جمرود روڈ پشاور۔

مشہور و معروف مصنف اشتیاق احمد

کے سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور

جاسوسی سے بھرپور ناول

اب ہر ماہ 4 نئے ناول

* اشتیاق احمد بچوں کے ادب میں ایک نئے انداز کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔
* اب تک چھوٹے بڑے 683 ناول لکھ چکے ہیں۔
* ان میں سوا سو صفحات والے ناولوں سے لے کر 2 ہزار صفحات والے ناول تک شامل ہیں۔
* اشتیاق احمد دنیا کے واحد مصنف ہیں... جنہوں نے دو ہزار صفحات کا بچوں کا ناول لکھا۔ یہ عالمی ریکارڈ ہے۔
* 683 ناولوں کا ریکارڈ بھی عالمی ہے۔ آج تک بچوں کے کسی ناول نگار کے اتنے ناول نہیں ہیں۔
* یہ سلسلہ الحمد للہ تا حال جاری ہے...

9/12 نصیر آباد۔ سانده کلاں۔ لاہور

7112969-7246356

مشہور و معروف مصنف اشتیاق احمد
کے سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور
جاسوسی سے بھرپور ناول

اب ہر ماہ 4 نئے ناول

* اشتیاق احمد بچوں کے ادب میں ایک نئے انداز کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔
* اب تک چھوٹے بڑے 683 ناول لکھ چکے ہیں۔
* ان میں سوا سو صفحات والے ناولوں سے لے کر 2 ہزار صفحات والے ناول تک شامل ہیں۔
* اشتیاق احمد دنیا کے واحد مصنف ہیں.... جنہوں نے دو ہزار صفحات کا بچوں کا ناول لکھا۔ یہ عالمی ریکارڈ ہے۔
* 683 ناولوں کا ریکارڈ بھی عالمی ہے۔ آج تک بچوں کے کسی ناول نگار کے اتنے ناول نہیں ہیں۔
* یہ سلسلہ الحمدللہ تاحال جاری ہے...

9/12 نصیر آباد۔ ساندہ کلاں۔ لاہور

7112969-7246386